عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
انٹرنیشنل
جلد نمبر ۱۲ شمارہ نمبر ۶
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

اسلام اور اخلاق حسنہ

پاکستان میں کیا ہونے والا ہے؟

مرزا طاہر کی بکواسات کے پیش نظر

حکومت اور عوام کی ذمہ داری

آئندہ شمارہ میں پڑھیے

سلام کی فضیلت

السلام علیکم کہیے اور دلوں کو جیت لیجیے

عباد الرحمن

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی امتیازی شان

اسلام اور مدعیان نبوت

اٹھو ورنہ حشر نہیں ہوگا پھر کبھی

دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

قادیانیوں کو پاکستان پر مسلط کرنے کی بین الاقوامی سازش

کیا حکومت پاکستان بھی اس سازش میں شریک ہے؟ ایک لمحہ فکریہ!

- امریکہ، پاکستان میں قادیانیوں کے خلاف آئینی و قانونی اقدامات واپس لینے کے لئے دباؤ ڈال رہا ہے۔
- قادیانی سربراہ مرزا طاہر احمد نے لندن کے قادیانی اجتماع میں بھارتی ہائی کمشنر کو بلا کر اس کی موجودگی میں بھارت زندہ کے نعرے لگوائے۔
- قادیانی سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام نے پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو سبوتاژ کرنے کے لئے پاکستان میں بین الاقوامی سائنس کانفرنس منعقد کرنے کا اعلان کر دیا۔
- حکومت پاکستان نے شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے اضافہ کے واضح فیصلہ کے اعلان کے بعد اس پر عملدرآمد روک دیا۔
- چار ممالک میں قادیانی سفیر مقرر کئے گئے، جن میں جاپان جیسا اہم ملک بھی شامل ہے۔
- لادین، لابیاں آٹھویں ترمیم کے خاتمہ کے عنوان سے امتناع قادیانیت کے صدارتی آرڈیننس اور دیگر اہم اسلامی اقدامات کو ختم کرانے کے لئے متحرک ہو گئیں۔
- جسٹس سعد سعود جان کو سپریم کورٹ کا چیف جسٹس مقرر کئے جانے کی افواہیں گرم ہیں جو مبینہ طور پر قادیانی ہیں۔
- قادیانیوں نے ڈش اینٹینا کے ذریعے بے خبر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے بین الاقوامی نشریاتی مہم کا نیا جال پھیلا دیا۔

ان حالات میں آپ کی ذمہ داری کیا ہے؟

- سنجیدگی کے ساتھ سوچئے اور آخری فیصلہ کرنے سے قبل اپنے ضمیر سے استفسار کے ساتھ ساتھ تحفظ ختم نبوت کے لئے ملت اسلامیہ کی ایک صدی پر محیط طویل جدوجہد اور غیور مسلمانوں کی بے پناہ قربانیوں پر بھی ایک نظر ڈال لیجئے......!

ایسا نہ ہو کہ میدان حشر میں جناب ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شرمساری اور رسوائی کے سوا کچھ حاصل نہ ہو۔

خدا نہ کرے — خدا نہ کرے — خدا نہ کرے

منجانب: کل جماعتی مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان حضوری باغ روڈ ملتان فون ۴۰۹۷۸

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوت
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

مُدیر مسئول عبدالرحمٰن باوا

جلد ۱۲ | ۲۵ محرم تا یکم صفر ۱۴۱۴ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ جولائی ۱۹۹۳ء | شمارہ ۶

اس شمارے میں

۱: نظم ــــــــ ۳
۲: قادیانی سازشیں ــــــــ ۵
۳: اسلام اور اخلاقِ حسنہ ــــــــ ۶
۴: عباد الرحمٰن ــــــــ ۸
۵: تلاوت قرآن مجید ــــــــ ۱۰
۶: امام انبیاءؐ کی زندگی ــــــــ ۱۳
۷: السلام علیکم کہیے ــــــــ ۱۵
۸: قاضی قیروان کی فرض شناسی ــــــــ ۱۶
۹: اسلام اور جھوٹے مدعیانِ نبوت ــــــــ ۱۷
۱۰: نقطہ نظر ــــــــ ۱۹
۱۱: فرقہ واریت کا الزام ــــــــ ۲۱

سرپرست
شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

نگران اعلیٰ
مولانا محمد یوسف لدھیانوی

معاون مدیر
مولانا منظور احمد الحسینی

سرکولیشن منیجر
محمد انور

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

رابطہ دفتر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۷۴۴۰۰ پاکستان
فون نمبر 7780337

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

چندہ اندرون ملک

سالانہ	۱۵۰ روپے
ششماہی	۷۵ روپے
سہ ماہی	۳۵ روپے
فی پرچہ	۳ روپے

چندہ بیرون ملک
غیر ممالک سالانہ بذریعہ ڈاک ۳۵ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۔۔۔ کراچی پاکستان ارسال کریں

ایڈیٹر و پبلشر: عبدالرحمٰن باوا ــ طابع: سید شاہد حسن ــ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ــ مقام اشاعت: پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

جس کو اس دور میں منظور ہو اپنی بخشش
آئے وہ کام کرے "ختم نبوت" کے لئے

شاعر ختم نبوت' الحاج سید امین گیلانی' شیخوپورہ

رب کی توحید' محمدؐ کی رسالت کے لئے
میں ہمہ وقت ہوں تیار شہادت کے لئے

مرے اللہ' مجھے بازوں کی جگہ پر دیدے
اڑ کے پنچھیوں میں ترے گھر کی زیارت کے لئے

میرا ایماں ہے یہی میرا عقیدہ ہے یہی
سر ہے سجدوں کے لئے دل ہے محبت کے لئے

ترے اخلاق سے خلقت تجھے پہچانے گی
ترا اخلاق ہی معیار ہے خلقت کے لئے

کوئی بھوکا ہو' تو اک نان ہی دیدے اس کو
کوئی دولت نہیں درکار سخاوت کے لئے

حق تعالیٰ کی حمایت بھی مری پشت پہ تھی
جب میں میدان میں تھا' حق کی حمایت کے لئے

کس قدر پیار ہے بندوں سے خدا کو' دیکھیں
انبیاء بھیجے ہیں بندوں کی ہدایت کے لئے

مرے مرشد نے یہ فرمایا کہ لازم کرلے
شکر نعمت کے لئے صبر مصیبت کے لئے

کیوں بشر بھول گیا نوع بشر کا اعزاز
اس کو اللہ نے چنا اپنی خلافت کے لئے

جس کو اس دور میں منظور ہو اپنی بخشش
آئے وہ کام کرے "ختم نبوت" کے لئے

اہل دنیا نے اٹھا رکھی ہے سر پر دنیا
تو امیں ہے دنیا سے بغاوت کے لئے

قادیانی سازش

مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کے ایک اعلامیہ کے مطابق امریکہ' پاکستان میں قادیانیوں کے خلاف آئینی و قانونی اقدامات واپس لینے کے لئے دباؤ ڈال رہا ہے۔ یہ خبر حضور خاتم النبیین فداہ نفسی وابی وامی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر امتی اور کلمہ گو کے لئے باعث تشویش ہے کیونکہ عام پاکستانی حکومت کا امریکہ کی خوشنودی کے لئے قومی ملی اور دینی وقار کو پس پشت ڈال دینا مستبعد نہیں۔ ہماری سیاسی تاریخ میں ایسے تلخ واقعات کی شہادت موجود ہے کہ بہت سے دینی و ملی تقاضوں کو محض امریکہ بہادر کے اشارہ ابرو کی بھینٹ چڑھا دیا گیا۔

قادیانیت کی داغ بیل مغربی سامراج نے رکھی تھی اور اس شجرہ خبیثہ کو اسی کی سرپرستی میں پروان حاصل ہوا۔ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر یہ باطل فرقہ ۹۰ سال تک مسلمانوں کی متاع دین و ایمان پر ڈاکے ڈالتا رہا تا آنکہ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے مسلمانوں کے دیرینہ مطالبہ کو تسلیم کرتے ہوئے متفقہ طور پر مرزائیوں (قادیانی و لاہوری) کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ یہ مسلمانان برصغیر کی عظیم قربانیوں کا ثمر تھا جن کے پیچھے علماء حق و مبلغین ختم نبوۃ بالخصوص امام العصر حضرت مولانا علامہ محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ اور ان کے تلامذہ کی جدوجہد اور تبلیغی خدمات کی ایک تاریخ تھی۔

لیکن اس تاریخی فیصلہ کے بعد بھی قادیانی نہایت ڈھٹائی سے خود کو مسلمان کہتے رہے۔ اسلامی اصطلاحات و شعائر کو بدستور استعمال کرتے رہے۔ اپنے ملحدانہ و کافرانہ عقائد کی تبلیغ اسلام کے نام سے کرتے رہے۔ اپنے معابد کو مساجد اور اپنے طریقہ عبادت کو "صلوۃ" و "صوم" کے اسلامی نام دیتے رہے حتیٰ کہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثاروں اور اعزہ کرام کے لئے مخصوص اسلامی اصطلاحات کو بلادریغ کفار و مرتدین کے لئے استعمال کرتے رہے۔ یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں کو "صحابہ کرام" اور اس کے اہل خانہ کو "اہل بیت عظام" تک کہتے رہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

اس صورت حال میں مسلمانوں کو قادیانی دجل و فریب سے بچانے کے لئے علماء کرام اور دینی حس رکھنے والے مسلمانوں نے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو اسلامی اصطلاحات و شعائر کے استعمال سے قانوناً منع کیا جائے اور انہیں غیر مسلم قرار دیئے جانے کے آئینی تقاضوں کو پورا کیا جائے۔

سابق وزیراعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو جن کے دور میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا۔ اس فیصلہ کے لازمی نتائج کو آئینی حیثیت دینے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ یہاں تک کہ یہ دیرینہ مطالبہ اپریل ۱۹۸۴ء میں صدر جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کے دور میں "امتناع قادیانیت آرڈیننس" کی شکل میں پورا ہوا۔ جس کی رو سے قادیانیوں کو خود کو مسلمان ظاہر کرنے اسلام کے نام پر تبلیغ کرنے اور اسلامی اصطلاحات و شعائر کے استعمال کرنے سے قانوناً" روک دیا گیا۔

قانوناً" غیر مسلم قرار پانے کے بعد قادیانیوں کے لئے اصطلاحات و شعائر اسلام کی اجازت نہ ہونا ایسا معقول' جائز اور منصفانہ فیصلہ تھا کہ اس میں کسی شخص کی دو رائے نہیں ہو سکتیں۔ قادیانیوں کے لئے بھی اخلاقی طور پر یہی زیبا تھا کہ وہ اپنے ملحدانہ عقائد کی تبلیغ کے لئے اسلام کا لیبل استعمال نہ کریں لیکن چونکہ قادیانیوں میں اپنے پیشوا کی طرح اخلاقی جرات کا فقدان ہے اس لئے اب تک انہوں نے اس فیصلہ کو دل سے تسلیم نہیں کیا اور مختلف سازشوں اور ریشہ دوانیوں سے اس فیصلہ پر اثر انداز ہونے کی کوششوں میں مصروف ہیں چونکہ امریکہ تمام مسلم ممالک کا عموماً" اور دینی شعور و بیداری اور احیائے اسلام کی تحریکوں کے حامل ممالک کا خصوصاً" دشمن ہے۔ اس لئے پاکستان میں دین دشمن اور مسلمانوں کے مفادات کے خلاف کام کرنے والی تنظیموں سے اسے گہری دلچسپی ہے۔ بالخصوص قادیانی' جو صیہونی و امریکی مفادات کے لئے مسلمانوں کی صفوں میں منافقت و خداع کے ساتھ گھسے ہوئے ہیں' اس کے خاص محبوب نظر ہیں۔

دوسری اسلام دشمن طاقتوں' بھارت اور اسرائیل سے بھی قادیانیوں کے روابط کچھ ڈھکے چھپے نہیں۔ اسرائیل کے دو شہروں حیفہ اور تل ابیب میں ان کے مستقل مراکز موجود ہیں اور بھارت کے شہر "قادیان" کو مرزا قادیانی کی جنم بھومی ہونے کی وجہ سے قادیانی مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کی طرح مقدس قرار دیتے ہیں۔

قادیانی تمام جگہوں پر اپنی صحیح حیثیت واضح کرنے کی بجائے دجل و فریب کا راستہ اختیار کرتے ہوئے اسلامی عنوانات سے اپنا تعارف کرواتے ہیں۔ دوسرے ممالک میں ان کی یہ دجالانہ سرگرمیاں قانوناً" ممنوع نہیں جبکہ پاکستان میں ان پر پابندی ہے۔ اس لئے وہ ایک عرصے سے ان پابندیوں کو اٹھوانے کے لئے سازشی جوڑ توڑ میں مصروف ہیں اور جس کی تازہ ترین کڑی امریکہ کے ذریعے پاکستان پر دباؤ ڈلوانا ہے۔

ہم حکومت پاکستان کی خدمت میں گزارش کریں گے کہ قادیانیوں کا کفر و الحاد اور دجل و فریب ایسی واضح حقیقت ہے جس سے کوئی کور چشم بھی انکار نہیں کر سکتا۔ ان کے منافقت شعار کردار و عقائد سے عامۃ المسلمین کو بچانے کے لئے ضروری ہے کہ انہیں اسلام کا نام استعمال کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔

اگر حکومت نے امریکی دباؤ کے تحت۔ "فداء انسانی حقوق" کی آڑ لے کر قادیانیوں کو مراعات دینے کی کوشش کی تو ملک میں امن و امان کی فضا بری طرح مجروح ہوگی۔ غالباً" موجودہ حکومت کے دشمن سیاسی عناصر بھی اس مسئلہ پر حکومت اور عوام کو ٹکرا کر خانہ جنگی کی کیفیت پیدا کرنا اور سیاسی فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ قادیانیوں کا غیر مسلم ہونا اور ان کے لئے اسلامی اصطلاحات و شعائر کا ممنوع ہونا پورے عالم اسلام کا متفقہ فیصلہ ہے۔ کسی صاحب بصیرت کو اس مسئلہ میں ذرہ برابر تامل و تردد نہیں ہو سکتا۔ ایسے قطعی و دوٹوک مسائل کے بارے میں ایک عامی سے عالم و فاضل تک اور معمولی شد و بد رکھنے والے سے کسی بڑی سے بڑی عدالت کے جج تک کوئی اختلاف متصور ہی نہیں' ایسے قطعی اور طے شدہ مسائل کو عدالتی و اختلافی مباحث کا موضوع بنانا ایسا ہی ہے جیسے کل کوئی شخص عیسائیوں کے عقیدہ تثلیث سے گمراہ و متاثر ہو کر یہ درخواست دے کہ مسئلہ توحید پر از سر نو غور و فکر کر کے کسی حکومت یا عدالت سے فیصلہ لینا چاہئے۔ ظاہر ہے کہ ایک باوقار عدالت یا حکومت ایسی درخواست کو دیوانے کی ایک بڑ سے زیادہ کوئی اہمیت نہ دے گی۔

ہم یہاں اس بات کی وضاحت ضروری سمجھتے ہیں کہ مسلمان اپنی ہزار ہا عملی خامیوں کے باوجود حضور رسالت مآب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمانی محبت و عقیدت کے ایسے رشتہ سے منسلک ہیں کہ اس پر ذرا سی آنچ آنے کی صورت میں ایک عام مسلمان بھی اپنی جان کی بازی لگا دینا عین سعادت تصور کرتا ہے۔ اگر حکومت نے مبینہ طور پر امریکہ کو خوش کرنے کے لئے قادیانیوں کو مراعات دینے کی کوشش کی تو مسلمانوں کے ایمانی جذبات کا مظاہرہ یقینی ہوگا اور اسے روکنا کسی کے بس میں نہ ہوگا اور اس سے صرف وہی لوگ فائدہ اٹھائیں گے جو اسلام' پاکستان اور موجودہ حکومت تینوں کے دشمن ہیں۔ اس لئے ارباب اقتدار کی خدمت میں ہماری خیر خواہانہ گزارش ہے کہ وہ اس حساس مسئلہ کے بارے میں لوگوں کی قوت برداشت کا اندازہ کرنے کا کوئی خطرہ مول لئے بغیر دوٹوک اعلان کریں کہ قرآن و سنت کی روشنی میں ملکی آئین کے تحت قادیانیوں کا جو مقام و مرتبہ اور حیثیت طے کر دی گئی ہے وہ ناقابل تنسیخ و ترمیم ہے اور مسلمانوں کے اس متفقہ فیصلہ کے خلاف سازش کرنے والوں کو انشاء اللہ العزیز منہ کی کھانا پڑے گی۔

بشکریہ الخیر ملتان

حافظ ریاض احمد صفدر گلگتو
متعلم دورہ حدیث دارالعلوم کراچی

اسلام اور اخلاقِ حسنہ

دنیا کے تمام مذاہب میں اخلاق حسنہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ یہاں تک کہ جتنے انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لائے ہیں' سب نے اخلاق حسنہ کی تعلیم دی ہے کہ سچ اچھا ہے اور جھوٹ برا ہے' انصاف بھلائی ہے اور ظلم برائی ہے' چوری ڈکیتی بدی ہے' صدقہ اور خیرات نیکی ہے۔ سرور کائنات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاق حسنہ کو اپنی بعثت کی تکمیل قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپؐ کا ارشاد گرامی ہے۔

بعثت لاتمم حسن الاخلاق (موطا امام مالک)

"میں حسن اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔"

تعلیمات محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتسلیم میں حسن اخلاق کا درجہ عبادات سے بڑھا ہوا ہے۔ اخلاق یعنی حقوق العباد' جن کا تعلق بندوں سے ہوتا ہے۔ عبادات' جن کا تعلق اللہ سے ہو۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے۔ اس کے دروازے ہر وقت کھلے ہوئے ہیں۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

یعبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا' انہ ھو الغفور الرحیم (زمر)

"اے میرے وہ بندو' جنہوں نے گناہ کرکے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے' اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو۔ اللہ سب گناہوں کو معاف کرسکتا ہے' وہ بخشنے والا اور رحم کھانے والا ہے۔"

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء

"بے شک اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا ہے' اس کو جو اس کے ساتھ کسی کو شریک کرے' اور بخشتا ہے اس کے سوا جس کو چاہتا ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ قیامت کے دن نامہ اعمال کی تین قسمیں ہوں گی۔ ایک وہ جس کی خدا کوئی پرواہ نہ کرے گا۔ دوسری وہ جس میں سے خدا ایک حرف کو بھی نہ چھوڑے گا اور تیسری وہ جس میں سے کچھ نہ معاف فرمائے گا۔ جس میں سے کچھ نہ معاف ہوں گے۔ وہ شرک ہے' جس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور جس کی کوئی پروا اس کو نہ ہوگی تو وہ ظلم ہے' جو انسان نے خود اپنے اوپر کیا ہے اور جس جرم کا معاملہ خود اس بندہ اور خدا کے درمیان ہے۔ جیسا کہ اس نے روزہ نہ رکھا ہو' نماز نہ پڑھی ہو وغیرہ تو وہ جس کو چاہے گا معاف فرمادے گا اور جس کو چاہے گا سزا دے گا اور جس کا ایک حرف بھی نہیں چھٹ سکتا وہ ظلم ہے جو ایک بندے نے دوسرے بندے پر کیا ہے۔

(مسند احمد و حاکم عن عائشہ)

اللہ تبارک و تعالیٰ ارحم الراحمین ہے۔ جس کی رحمت غضب پر غالب ہے۔ اپنے بندے کو کسی بھی بہانے سے بخش دیتے ہیں۔ لیکن یہ عفو و درگزر حقوق اللہ کے ساتھ خاص ہے۔ حقوق العباد میں نہیں ہوگا۔ اس تقصیر کی معافی اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں نہیں بلکہ اپنے بندوں کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ اگر کوئے آدمی ظالم ہے تو ظاہر ہے کہ وہ مظلوم سے وہی توقع نہیں رکھ سکتا۔ جو ارحم الراحمین کی ذات بے نیاز سے ہے۔ اللہ جل شانہ نے اپنے بندے پر حج اسی وقت فرض کیا جبکہ اس کے پاس اتنا مال ہو کہ وہ اپنے اہل و عیال کے لئے پورا سامان مہیا کرسکے۔ وجوب زکوۃ کا حکم اس وقت عائد ہوتا ہے جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے تمام حقوق سے عہدہ برآ ہو۔

اس کے علاوہ تمام احکام میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے بندوں کے حقوق کو اپنے حق پر مقدم رکھا ہے۔ جس سے ان کی اہمیت بخوبی واضح ہوجاتی ہے۔

گویا اس جسم ایمان کے لئے یہ دونوں' یعنی عبادات اور اخلاق' بازو کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جس کے بغیر اس کی تکمیل ممکن نہیں۔ انہی دونوں کے مجموعے کا نام اسلام کہلاتا ہے۔

ابتدائے اسلام میں کفار مکہ نے جب مسلمانوں پر ظلم و ستم کی انتہا کردی تو بعض صحابہ کرامؓ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہوگئے۔ نجاشی اس دور میں ملک حبشہ کا فرمانروا تھا۔ مسلمان مہاجرین سے اسلام کی نسبت تحقیقات کی تو جعفر طیار کھڑے ہوگئے اور نجاشی کے سامنے جو پر اثر تقریر فرمائی' اس سے تعلیمات محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتسلیم میں حسن اخلاق کی اہمیت پر روشنی پڑتی ہے۔ جس کے چند فقرے حسب ذیل ہیں۔

"اے بادشاہ! ہم لوگ ایک جاہل قوم تھے' بتوں کو پوجتے تھے' مردار کھاتے تھے' بدکاریاں کرتے تھے' ہمسایوں کو ستاتے تھے' بھائی بھائی پر ظلم کرتا تھا' زبردست زیردستوں کو کھاجاتے تھے۔ اس اثناء میں ایک شخص ہم میں پیدا ہوا۔ اس نے ہم کو سکھایا کہ ہم پتھروں کو پوجنا چھوڑ دیں' سچ بولیں' خونریزی سے باز آئیں' یتیموں کا مال نہ کھائیں' ہمسایوں کو آرام دیں' عفیف عورتوں پر بدنامی کا داغ نہ لگائیں۔"

اس طرح قیصر روم کے دربار میں ابوسفیان (جو ابھی تک کافر تھے) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ کا جو خاکہ کھینچا ہے' نہایت بصیرت آموز ہے۔ کافر ہونے کے باوجود انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ وہ اللہ کی توحید اور عبادت کے ساتھ لوگوں کو یہ سکھاتے ہیں کہ وہ پاک دامنی اختیار کریں' سچ بولیں اور قرابت کا حق ادا کریں۔

(صحیح البخاری)

اس دنیا میں آدم تا ایں دم اخلاق کے بڑے بڑے معلم گزرے ہیں' جن کے کتب میں سینکڑوں نہیں' ہزاروں اور لاکھوں افراد نے آداب و اخلاق سیکھا ہے۔ بالخصوص سید الاولین و الآخرین سرور کائنات ہادی عالم جن کے متعلق قرآن کریم کا ارشاد ہے۔

وانک لعلی خلق عظیم

"اور تو پیدا ہوا ہے بڑے خلق پر۔"

سچ یہ ہے کہ حسن اخلاق کا آج جہاں میں بھی کوئی نمونہ نظر آتا ہے۔ اسی ہستی صاحب خلق عظیم کی تعلیمات کا نتیجہ ہے ورنہ زمانہ جاہلیت کے واقعات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نوع انسانی کے اخلاق کا درجہ اس دور میں صفر تھا اور اخلاق معلموں میں آپ کا امتیاز روز روشن کی طرح واضح ہوجاتا ہے۔ آپ تعلیم دینے میں موقع و محل کی خوب رعایت فرماتے تھے۔ جہاں سختی کی ضرورت ہوتی تھی' سختی سے کام لیتے تھے اور جہاں نرمی کرنی ہوتی تھی' نرمی سے پیش آتے تھے۔ اگر کوئی شریعت کی حدود سے تجاوز کرتا تو اس کو سزا دیتے تھے۔

چنانچہ قریش کی ایک عورت چوری میں پکڑی گئی تو بعض احباب نے اس کی سفارش کرنی چاہی تو آپؐ نے فرمایا۔

"تم سے پہلے کی قومیں اس لئے تباہ ہوئیں کہ جب ان میں معمولی لوگ گناہ کرتے تھے تو وہ ان کو سزا دیتی تھیں اور جب بڑے لوگ کرتے تھے تو ان کے حکام ٹال جاتے تھے۔"

(صحیح البخاری)

یہ تو سختی کی ایک مثال تھی۔ جہاں سختی ہی میں ان کا فائدہ تھا۔ نرمی کی مثالیں بے شمار ہیں۔

ایک دفعہ ایک اعرابی مسجد میں آیا اور پیشاب کے لئے مسجد کے صحن ہی میں بیٹھ گیا۔ صحابہ کرامؓ مارنے کے لئے چاروں طرف سے دوڑ پڑے تو آپؐ نے منع فرمایا اور اس کو اپنے حال پر چھوڑ دیا۔ جب وہ فارغ ہوگیا تو آپ نے اس کو قریب بلا کر نرمی سے فرمایا کہ یہ عبادت کے گھر ہیں۔

نجاست اس کے لئے موزوں نہیں۔ یہ ذکر اللہ' نماز اور قرآن پڑھنے کے لئے ہیں۔ پھر لوگوں سے فرمایا کہ اس پر پانی بہادو۔

(صحیح البخاری کتاب الادب)

جابر بن سلیم' ایک صحابی' دربار نبوت میں اپنی پہلی حاضری کا قصہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ مجلس میں ایک شخص بیٹھے ہیں جو وہ کہتے ہیں حاضرین بجالاتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں تو لوگوں نے کہا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ سن کر میں نے دو دفعہ کہا۔ اے اللہ کے رسول' آپ پر سلام ہو۔ (علیک السلام) آپ خاموش رہے۔ پھر فرمایا کہ علیک السلام مت کہو۔ یہ مردوں کا سلام ہے۔ السلام علیکم کہو۔ میں نے کہا کیا آپ اللہ کے رسول ہیں؟ فرمایا کہ ہاں میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں نے کہا کہ یا رسول اللہؐ مجھے کوئی نصیحت فرمایئے۔ ارشاد ہوا کہ کسی کو برا نہ کہو۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ آپ کے اس فرمان کا یہ اثر ہوا کہ میں نے پھر کسی کو شریف ہو کہ غلام' حتیٰ کہ جانور کو بھی برا نہیں کہا۔

اسی طرح ایک اور شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ' مجھے نصیحت فرمایئے۔ ارشاد ہوا ہے غصہ نہ کر۔ اس نے کئی دفعہ اپنا سوال دہرایا۔ آپؐ نے ہر دفعہ یہی جواب دیا کہ غصہ نہ کر۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپؐ ہر شخص کا علاج اس کے مرض کے مطابق فرماتے تھے۔ اس شخص کو غصہ زیادہ آتا ہوگا۔ جس کی وجہ سے وہ کئی برائیوں میں مبتلا ہوتا ہوگا۔ اس لئے اس کی طرف سے کسی اور علاج کی خواہش کے باوجود آپؐ ہر بار یہی فرماتے رہے کہ غصہ نہ کر۔ جس سے اس کی دیگر تمام برائیوں کا بھی علاج ہو سکتا تھا۔

کبھی آپ لوگوں سے کوئی سوال کرکے سب کو جواب کی طرف متوجہ کرتے' پھر خود ہی اس کا جواب ارشاد فرماتے۔ جو حاضرین کے دلوں میں جاگزیں ہو جاتا۔

ایک دفعہ صحابہ کرامؓ سے آپؐ نے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے۔ کہنے لگے کہ ہم مفلس اس کو کہتے ہیں جس کے پاس روپیہ پیسہ نہ ہو' ساز و سامان نہ ہو۔ فرمایا کہ میری امت میں مفلس وہ ہے جو روز قیامت کو نماز' روزہ اور زکوٰۃ کی بے شمار نیکیاں لے کر آئے گا لیکن اس نے کسی کو گالی دی ہوگی' تہمت لگائی ہوگی' کسی کا مال کھایا ہوگا' کسی کا خون بہایا ہوگا یا مارا ہوگا تو اس کی نیکیوں میں سے کچھ کچھ لے کر ان اصحاب حقوق کو دے دیا جائے گا۔ اگر اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں اور لوگوں کا حق اس کے ذمہ باقی رہ گیا تو ان لوگوں کی برائیاں اس مجرم کے نام لکھ دی جائیں گی۔ پھر وہ جہنم کا مستحق ہوگا۔ (نعوذ باللہ من ذلک) سبحان اللہ! حکیمانہ اسلوب اور مفلس کی یہ اثر انگیز حقیقت کیسی ہے۔

اسی طرح ایک دفعہ آپؐ نے دریافت کیا کہ تم پہلوان کس کو کہتے ہو۔ لوگوں نے کہا کہ جس کو لوگ کشتی میں نہ پچھاڑ سکیں۔ فرمایا کہ نہیں پہلوان تو وہ ہے' جو غصے میں اپنے نفس کو قابو میں رکھے۔

(صحیح مسلم)

نعت شریف

تازگی مدینے کی دلکشی مدینے کی
دو جہاں میں پھیلی ہے روشنی مدینے کی
خالق مدینہ کا یہ کرم یہ احسان ہے
میرے دل کو بھی خواہش ہوگی مدینے کی
جس کے ہر منت پہ ہو ذکر خیر کا عالم
لایئے میری خاطر وہ گھڑی مدینے کی
مجھ سے یہ مدینہ کے رہنے والے کہتے ہیں
زندگی تو ہوتی ہے زندگی مدینے کی
کاش مسجد نبویؐ سجدہ گاہ ہو میری
کیا خدا کی ہوتی ہے بندگی مدینے کی
آستان آقا پہ جبرئیل بھی خم ہیں
کتنی خوبصورت ہے سیڑھی مدینے کی
ڈھونڈنے سے ملتا ہے جب خدا زمانے کو
راہ مجھ کو بتلاویں آپ ہی مدینے کی
غم مجیب رہتا ہے قلب میں مدینے کا
کیا عجب مقدر میں ہو خوشی مدینے کی

مجیب بستوی

کسی شخص کے بچے نہ جیتے تھے۔ یہاں ضرورت اس بات کی تھی کہ اس کو صبر کی تلقین کی جائے۔ آپ کا حکیمانہ انداز تعلیم دیکھئے۔ فرمایا کہ تم بے اولاد کس کو کہتے ہو۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی کہ جس کے بچے نہ ہوں۔ فرمایا کہ نہیں' بے اولاد تو وہ ہے جس نے اپنے سے پہلے اپنی کوئی اولاد آگے نہ بھیجی ہو۔

(صحیح مسلم)

کیونکہ احادیث میں آتا ہے کہ جس کے بچے کمسنی میں مرجائیں تو قیامت کے دن اس کی شفاعت کریں گے۔

ایک دفعہ کچھ صحابہ کرامؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؐ تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ کیا میں تمہیں نہ بتلاؤں کہ تم میں سب سے اچھا کون ہے۔ حاضرین سب چپ رہے۔ آپؐ نے دوسری بار سوال کیا' پھر تیسری بار کیا تو ایک آدمی بولا کہ ہاں' یا رسول اللہؐ فرمایئے۔ فرمایا کہ تم میں سب سے اچھا وہ ہے جس سے اچھائی کی امید کی جائے اور اس کی برائی سے لوگ مامون ہوں اور تم میں سب سے برا وہ ہے جس سے کسی اچھائی کی امید نہ کی جائے اور اس کی برائی سے لوگ امن میں نہ ہوں۔

(ترمذی)

غرض یہ کہ اس قسم کی بلاغت کے مختلف اسلوبوں سے اسلام نے اخلاق فضائل کی خوبی اور رذائل کی برائی جاہل عربوں کے ذہن نشین کردی۔

کبھی آپؐ ایک سوال بار بار کرتے تو اس بار بار کی تکرار سے اس کی اہمیت حاضرین کے دلوں میں بیٹھ جاتی اور ہمہ تن متوجہ ہو کر مشتاقانہ پوچھتے کہ وہ کیا بات ہے یا رسول اللہ؟ پھر آپ جواب ارشاد فرماتے' جو ان کے رگ و ریشہ میں سرایت کرجاتا۔

ایک دفعہ آپؐ نے خود ہی فرمایا کہ خدا کی قسم وہ صاحب ایمان نہ ہوا' خدا کی قسم وہ صاحب ایمان نہ ہوا' خدا کی قسم وہ صاحب ایمان نہ ہوا۔ صحابہ کرامؓ سب متوجہ ہوگئے اور پوچھا کہ کون یا رسول اللہ؟ فرمایا کہ جس کا پڑوسی اس کی برائیوں سے امن میں نہ ہو۔

(مشکوٰۃ شریف)

اس طریقہ تعلیم کی بلاغت پر غور کیجئے۔ اگر ان مختصر اور جامع کلمات کو اپنے عمل میں لایا جائے تو ہمارے معاشرتی زندگی اور تمام اخلاقی رذائل کا حل ہے اور ہر سو امن و امان اور سکون و اطمینان میسر ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دے اور ابلیس ملعون کی ہر کھولی ہوئی راہ سے محفوظ فرمائے۔

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

عباد الرحمٰن

اللہ کے نیک بندوں یعنی مومنوں کی امتیازی شان

مفکرِ اسلام حضرت مولینا سید ابوالحسن علی ندوی کی ایک تقریر

یا ایھا الذین امنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا و یکفر عنکم سیاتکم و یغفر لکم ذنوبکم

میرے بھائیو اور دوستو! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرو گے اور اس کا لحاظ کرو گے اور اس کے حکموں پر اور اس کے نبی کی تعلیمات پر چلو گے اور ان کی شریعت کی قدر کرو گے اور زندگی کو اس کے مطابق بناؤ گے تو جہاں کہیں بھی ہو گے اللہ تمہیں ایک شان امتیازی عطا فرمائے گا کہ اللہ تعالیٰ تم کو لوگوں میں جو اپنے ناک نقشے اور جسم اور اپنے عام چلنے کے لحاظ سے یکساں ملتے جلتے نظر آتے ہیں' سوائے چند خصوصیات کے جو خاص بزرگوں میں ہیں جس سے مسلمان پہچانا جاتا ہے اگر وہ خصوصیات ہوں تو اللہ تعالیٰ تمہیں ایک امتیاز بخشے گا۔ یعنی جدھر سے نکلو گے لوگ کہیں گے کہ وہ مسلمان جا رہا ہے۔ دیکھو مسلمان اس طرح چلتے ہیں۔ دیکھو مسلمانوں کی نگاہ اس طرح نیچی ہوتی ہے۔ وہ کسی کی بہو بیٹیوں کو نظر اٹھا کر دیکھتا نہیں۔ دیکھو مسلمان لالچ کی نگاہ نہیں ڈالتا۔ اللہ تعالیٰ نے جو تعریف کی ہے۔

و عباد الرحمان الذین یمشون علی الارض ھونا و اذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما۔

رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں۔ تواضع و انکساری کے ساتھ چلتے ہیں۔ نرم چال چلتے ہیں اور جب جاہل ان کے منہ لگتے ہیں اور الجھتے ہیں تو کہتے ہیں سلام بھئی! معاف کرو ہمیں تو اتنی فرصت نہیں۔ ہمیں تو مرنا ہے۔ خدا کے یہاں جانا ہے۔ ہمیں تو اپنا اپنا حساب کتاب دینا ہے۔ ہم تمہاری باتوں میں وقت کیسے ضائع کریں کہ وہ ایسا ہے' وہ یہ کرتا ہے' وہ وہ کرتا ہے۔ اس سے ہمیں کیا مطلب؟ ہمیں تو اپنے سے فرصت نہیں۔ تھوڑا وقت ہے اس میں ہم کچھ اللہ کی خوشی کے اس کی رضا کے کام کریں۔ اس کے رسولؐ کی ہمیں شفاعت نصیب ہو اور ان کی خوشنودی نصیب ہو۔ ہم اللہ اور اس کے رسولؐ کے سامنے سرخرو ہوں۔ تھوڑا سا وقت رہ گیا ہے تو ہم وہ کام کرلیں حدیث شریف میں آتا ہے' میری امت کی مثال اور دوسری امتوں کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے کسی پیسے والے آدمی سے کچھ کام اس کو لینا تھا عمارت وغیرہ بنوائی تھی تو اس نے مزدور رکھے عام طور پر مزدوروں کو لوگ صبح سے بلاتے ہیں تو صبح سے وہ کام پر لگ گئے جب دوپہر کا وقت ہوا تو انہوں نے کہا کہ صاحب ہمارا حساب چکا دیا جائے۔ ہم سے کام نہیں ہوتا۔ اب ہم جاتے ہیں۔ اس نے کہا کام کرلو ختم کرلو۔ پیسے زیادہ ملیں گے وہ نہیں راضی ہوئے پیسے دے دیئے۔ ان کو رخصت کردیا صبح سے دوپہر تک کے جو پیسے آتے ہیں جو حساب ہوتا ہے وہ دے دیا۔ حساب چکا دیا۔ رخصت کردیا کچھ لوگوں کو رکھا' ظہر سے لے کر عصر تک کام کرتے رہے۔ عصر ہوئی تو انہوں نے بھی ہاتھ جوڑے ہاتھ کیا جوڑے ہوں گے انہوں نے بھی کہا کہ صاحب ہم جاتے ہیں سلام اب ہمارا حساب کردیجئے۔ اب ہم زیادہ ٹھہر نہیں سکتے تو ظہر سے عصر تک کا جتنا حساب ہوتا ہے وہ ان کو دیا گیا اور وہ بھی جزوی یعنی پورے دن کا نہیں۔ پورے دن کی مزدوری نہ پہلے والوں کو دی نہ دوسرے والوں کو دی اس لئے کہ انہوں نے شام تک کام نہیں کیا تھا۔ اب اس کے بعد کچھ اور نئے مزدور لایا انہوں نے جٹ کرکے کام کیا۔ خوب دل لگا کر۔ دن ہی کتنا رہ گیا تھا۔ سورج ڈوبا شام ہوئی اس نے پورے پیسے ان کو دیئے صبح سے لے کر شام تک کے جو پیسے ہوتے ہیں وہ ان کو دیئے تو وہ جو پہلے والے تھے پہلے چکر میں اور دوسرے چکر میں جن کی باری آئی تھی۔ انہوں نے کہا کہ صاحب! یہ کیا انصاف کی بات ہے کہ ہم نے دوپہر سے لے کر شام تک کام کیا یہ لمبا اوقات ہوتا ہے اور انہوں نے کہا کہ ہم نے دوپہر سے شام تک کام کیا وہ بھی اچھا خاصا وقت ہوتا ہے تو ہمیں تو تہائی تہائی مزدوری ملی اور ان کو پوری مزدوری ملی تو مالک نے کہا کہ یہ ہماری مرضی ہے ان بچاروں نے کمی نہیں کی۔ ان کو اگر ہم صبح سے رکھتے تو یہ شام تک کام کرتے اب وقت ہی کتنا رہ گیا تھا۔ اس میں انہوں نے نہ آرام کیا نہ کچھ اور کیا کام میں لگے رہے ہم نے ان کو پورے پیسے دیئے تو آپؐ نے فرمایا کہ میری امت کی مثال اور پچھلی امتوں کی مثال یہودیوں کی اور عیسائیوں کی مثال یہی ہے' یہودیوں نے صبح سے کام شروع کیا اور دوپہر کو جوا ڈال دیا اور پھر عیسائیوں کو بلایا گیا۔ دوسرے مزدور جو تھے دوسری کھیپ جو آئی تو اس نے عصر کو جوا ڈال دیا۔ اس نے کاندھا ڈال دیا کہا کہ ہم سے کام نہیں ہو' ان کے پیسے دیئے۔

لیکن یہ امت امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام یہ ایسی قسمت کی دھنی ہے کہ مالک نے اس کو یاد کیا۔ ایسے وقت میں کہ وقت تھوڑا اور خوشی مالک کی حاصل ہوجائے۔ تو انہوں نے جٹ کر کام کیا۔ خوب دل لگا کر کام کیا اور پورے پیسے لئے تو جو اللہ کے بندے وقت کی قیمت سمجھتے ہیں اور مانتے ہیں کہ ہر ایک کو اپنا اپنا حساب دینا ہے اور ہر ایک سے قبر میں اسی کے متعلق سوال و جواب ہوگا اور قیامت میں بھی کہ **لاتزروا فزرۃ وزر اخری** قرآن مجید نے اعلان کردیا کہ کوئی کسی کا بوجھ اٹھانے والا نہیں۔ کوئی دوسرے کا بوجھ اٹھائے اور کسی سے اس کے متعلق سوال ہوگا کہ اس کا عقیدہ کیا تھا۔ اس کا عمل کیا تھا۔ وہ رات کو کیا کرتا تھا۔ وہ دن کو کیا کرتا تھا۔ یہ نہیں ہوگا۔ وہاں یہ پوچھا جائے گا۔ تم کیا کرتے تھے؟ اللہ تعالیٰ کے یہاں ہر ایک اپنے عمل کا جواب دہ ہے۔ **ومن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ و من یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ** اگر کسی نے ذرہ برابر خیر کی ہے اس کا نتیجہ اس کے سامنے آئے گا اور کسی نے ذرہ برابر برائی کی ہے۔ اس کا نتیجہ وہ دیکھے گا تو اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو دین کی صحیح سمجھ دی ہے اور عقل سلیم عطا فرمائی ہے وہ ایک ایک منٹ کی قدر کرتے ہیں اور اپنی فکر کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہمارا بیڑا پار ہوجائے اور ہمیں اللہ کے سامنے اور اس کے رسولؐ کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ تو بھائیو! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرو گے اور وقت کی قیمت پہچانو گے اور اللہ تعالیٰ نے جو نعمت تم کو صحت کی ضرورت کی عطا فرمائی ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔

نعمتان مبغون فیھما کثیر من الناس الصحت و الفراغ۔

دو نعمتیں اللہ کی ایسی ہیں جن کے بارے میں اکثر لوگ گھاٹے میں رہتے ہیں' ایک تندرستی اور ایک فرصت۔

جس نے تندرستی اور فرصت دوسروں کی فکر میں گزار دی دوسروں کے پیچھے گزاری اور فرصت ہی نہیں اس کو اپنی طرف دیکھنے کی۔ اپنا حساب و کتاب درست کرنے کی۔ اس کو فرصت ہی نہیں ہوتی تو وہاں اس کو شرمندہ ہونا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ہم لوگوں کو بشارت سنائی ہے کہ اے ایمان والو! اگر اللہ سے ڈرو گے اور اللہ اور اس کے رسولؐ کے کہنے پر چلو گے تو اللہ تمہیں ایک شان امتیازی عطا فرمائے گا۔ جس بستی میں رہو گے ممتاز' جیسے برسات کی اندھیری رات میں جگنو چمکے۔ آپ کے قریب ہی ہیرے نکلتے ہیں اگر ہیرا ڈال دیا جائے پتھروں میں تو بولتا ہے اور دور سے بلاتا ہے کہ دیکھو میں ہیرا ہوں۔ دیکھو میں ہیرا ہوں۔ سارے پتھر چاروں طرف لاکھوں کی تعداد میں پڑے ہیں۔ لیکن ہیرا سب میں الگ نظر آتا ہے۔ ایسے ہی مسلمان ہیرا بن جاتا ہے اور ہیرا لعل و جواہرات کی حیثیت کیا۔ یہ مسلمان کی توہین ہے کہ اس کی اس سے تشبیہ دی جائے۔ وہ تو اللہ کا ہیرا ہے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کا تارا اور آپ کا پیارا اور دنیا کی روشنی' اس سے آفتیں ٹلتی ہیں۔ بلائیں دور ہوتی ہیں۔ اس کی دعاؤں سے اللہ کا عذاب ٹل جایا کرتا ہے۔

وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون

اللہ انہیں عذاب دینے والا نہیں۔ بے شک آپ امین ہیں اور اللہ انہیں عذاب دینے والا نہیں ہے جب تک یہ استغفار کرتے ہیں۔

بھائیو! مسلمانوں کا یہ فرض ہے کہ جہاں کہیں اقلیت میں ہوں یا اکثریت میں۔ اگر اقلیت میں ہوں تو اور زیادہ ضروری ہے کہ وہ اپنے اعمال و اخلاق اپنا طور طریق' اپنی چال ڈھال سب ایسی بنائیں کہ خود اسلام کی تبلیغ ہو' دیکھو بھائی اگر تم کو دودھ لینا ہے خالص' تو وہ مسلمان کی دوکان ہے وہاں جاؤ وہ ملاوٹ کو حرام سمجھتا ہے' اگر چاہتے ہو کہ تمہارا کپڑا نہ چرایا جائے' پورا کا پورا کپڑا کام میں لایا جائے جو بچے وہ تم کو مل جائے۔ اس مسلمان کے پاس جاؤ' دیکھو وہ مسلمان درزی ہے' اس طرح لوگوں کی انگلیاں اٹھیں اور لوگ بتائیں کہ دیکھو وہ مسلمان جا رہا ہے' بعض بعض ایسے مسلمان تھے۔ اللہ کے ایسے بندے جنہوں نے اولیاء اللہ کی تربیت پائی تھی کہ ان کی فوج نے کسی شہر کو فتح کیا۔ یہ میں سناتا ہوں قریب ہی کا قصہ ہے اور ہندوستان ہی کا۔ یعنی مقامی حیثیت سے بھی قریب زمانی اور تاریخی حیثیت سے بھی قریب کہ پشاور کے لوگوں نے پوچھا مجاہدین (جو حضرت سید احمد شہیدؒ کے ساتھ جہاد کر رہے تھے) ہندوستانی بھائیو! کہ تم سب لوگوں کی آنکھیں خراب ہیں' ہندوستان سے جو آتے ہیں وہاں کوئی مرض ہے انہوں نے کہا کہ نہیں خدا کا شکر ہے ہم سب کی آنکھیں ٹھیک ہیں۔ انہوں نے کہا نہیں کوئی مرض ضرور ہے۔ اس لئے کہ میں نے دیکھا ہے کہ تمہاری فوج میں (سید بادشاہ کی فوج میں) ایک آدمی بھی کسی غیر محرم کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا۔ بھائی ایک ہوں' دو ہوں' یا سب کے سب' کوئی نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتا۔ کب سے اپنی بیویوں سے دور ہیں۔ کب سے اپنے گھروں سے دور ہیں۔ کئی برس سے ہجرت کر کے آئے ہوئے ہیں۔ مگر ہم نے نہیں دیکھا کہ یہ کسی کی بہو بیٹیوں کو آنکھیں اور نظر اٹھا کر دیکھیں تو ہم سمجھے کوئی نظر کی خرابی ہے' کہا نظر کی خرابی نہیں۔ ایمان کی خوبی ہے۔ نظر کی خرابی نہیں۔ اسلام کی تعلیم کی خوبی ہے کہا ہمارے روحانی پیشوا نے بلکہ ہمارے آقا اور سردار ہمارے حضور اور ہمارے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو یہ تعلیم دی ہے' قرآن نے یہ تعلیم دی ہے۔

قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم

اہل ایمان سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچے رکھا کریں۔

آج افسوس ہے کہ بمبئی جائیے' کلکتہ جائیے' اندور جائیے' بھوپال جائیے' لکھنؤ جائیے' دلی جائیے' مدراس جائیے' ہر جگہ مسلمان نوجوان نظر اٹھا اٹھا کر دیکھتے ہیں۔ نگاہیں بھی آزاد' خیالات بھی آزاد' پاؤں بھی آزاد۔ دیکھئے یہ مسلمان کی شان نہیں ہے۔

اب اس آیت کو یاد رکھئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اے ایمان والو! اگر اللہ سے ڈرو گے اور احتیاط کی اور شرم و لحاظ کی زندگی گزارو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں شان امتیازی عطا فرمائے گا کہ جہاں ہو گے ہزاروں میں ہو گے تو پہچانے جاؤ گے۔ یہ مسلمان ہے۔ اس کے چہرے کا نور بتاتا ہے۔ اس کی آنکھوں کا انداز بتاتا ہے۔ اس کا وقار بتاتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ خدا سے ڈرتا ہے اور اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے اور یہ عاشق رسولؐ ہے اور یہ خدا کا تابعدار بندہ ہے' اس کی صورت ہی دوسری ہے' ایسے ہی مسلمان پہچانے جاتے تھے۔ ایسے ہی چاہئے کہ مسلمان پہچانے جائیں۔ ورنہ ہم میں کیا سرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں ہم کوئی آسمان سے اترے ہیں۔ ہماری بس جو کچھ حیثیت ہے۔ ہماری جو کچھ طاقت ہے اور ہماری جو کچھ خصوصیت ہے وہ اللہ اور رسول کے حکم پر چلنے کی وجہ سے ہے اور ایک متقیانہ اور محتاط اور غلامانہ اور ذمہ دارانہ زندگی گزارنے کی وجہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کو سب کو یہ نصیب فرمائے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) ●●

تلاوتِ قرآنِ مجید میں چند اصلاح طلب غلطیاں

ان کا پڑھنے کا انداز لکھنے کے انداز سے مختلف ہے

اگر قرآن مجید کے وہ الفاظ لکھے ہوئے انداز میں پڑھے جائیں تو ان سے کفر لازم آسکتا ہے۔ قرآن پاک کی تلاوت کرنے والوں کو ان قرآنی الفاظ کی اصلاح کرنی چاہیئے۔

تحریر: مولانا عبد اللطیف مسعود ڈسکہ

تلاوت قرآن میں چند خطرناک غلطیاں

برادران اسلام! قرآن مجید کائنات کی ایک منفرد اور عظیم ترین حقیقت ہے۔ اس کے الفاظ، حروف، طرز تحریر اور تلفظ سب کا سب خدائے واحد کی طرف سے طے شدہ ہے۔ اس کی عربی زبان اپنی ہمہ گیری، وسعت، نزاکت اور قواعد و ضوابط سے مزین ہونے میں تمام زبانوں سے فائق تر ہے۔ اس بنا پر اس کی تلاوت اور تلفظ میں معمولی فرق پڑنے سے معانی اور مفہوم میں آسمان و زمین کا فرق آجاتا ہے۔

لہٰذا ان حضرات کیلئے خاص احتیاط کی ضرورت ہے جو عربی زبان کے مفہوم سے ناواقف ہیں۔

اس لئے ذیل میں قرآن مجید کے ان مقامات کی نشاندہی کی جاتی ہے جنکے غلط تلفظ سے ترجمہ و مفہوم بالکل ہی الٹ ہو جاتا ہے۔

ملاحظہ فرمائیے:-

قاعدہ نمبر ۱

قرآن مجید کے وہ الفاظ جن میں الف لکھا ہوا ہے مگر اس کے پڑھنے سے معنی ایمان سے کفر میں بدل جاتا ہے یا سراسر خلاف واقع ہو جاتا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں:-

مثال (۱)

ولئن متم او قتلتم لاَالی اللہ تحشرون (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۵۸)

ترجمہ:- اور اگر تم مر جاؤ یا قتل ہو جاؤ، ہر صورت تم اللہ ہی کی طرف اکٹھے کئے جاؤ گے۔

وضاحت:-

مندرجہ بالا آیت میں خط کشیدہ لفظ لاالی اللہ میں لکھائی میں تو لام زبر الف لاَ ہے مگر پڑھنے میں لام الف نہیں بلکہ صرف لَ آئے گا کیونکہ لام زبر الف لا کا معنی ہے "نہیں"، تو اس جملہ کا معنی یوں ہو گا کہ تم اللہ کی طرف اکٹھے نہیں کئے جاؤ گے۔ مگر یہ معنی تو سراسر کفر ہے۔ کیونکہ یہ انکار آخرت ہے اس وجہ سے اس کا تلفظ بغیر الف کے صرف لَ ہو گا جس کا معنی "ضرور اور یقیناً" ہے (تاکید کیلئے) یعنی تم ضرور اور حتمی طور پر خدا کے حضور اکٹھے کئے جاؤ گے گویا صرف لَ بغیر الف پڑھنے سے حشر کا اقرار اور لاَ (لام الف) پڑھنے سے حشر کا انکار لازم آتا ہے لہٰذا اس جملہ کا تلفظ اور ادائیگی صرف اتنی ہوگی۔ لَ الی اللہ تحشرون۔ مگر لکھائی رسم الخط اور قواعد کی بنا پر الف سمیت ہو گی۔

ف: جس حرف کے آخر میں الف مذکور ہو، اس حرف کو تھوڑا سا کھینچ کر پڑھنے سے الف کا تلفظ ہو جاتا ہے۔ نیز یہ بھی ملحوظ رہے کہ الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے جس الف پر کوئی حرکت (زیر زبر، پیش) یا جزم ہو وہ ہمزہ کہلاتا ہے اگرچہ الف کی صورت میں لکھا گیا ہو۔ جیسے اَلحمدُ للہ ربّ العٰلمین۔ پہلا زبر والا الف ہمزہ ہے اور دوسرا جو رب کے بعد ہے وہ الف ہے۔ اُتلو الیوسف کے شروع میں پیش والا الف ہمزہ کہلاتا ہے اگرچہ ہمارے محاورہ میں الف کہا جاتا ہے۔

مثال (۲)

لو خرجوا فیکم مازادوکم الا خبالا و لاَاوضعوا خلٰلکم یبغونکم الفتنۃ۔ (سورۃ التوبہ آیت نمبر ۴۷)

ترجمہ: اگر وہ (منافق) تم میں (شامل ہو کر جہاد میں) نکل بھی کھڑے ہوں تو بھی تمہارے حق میں شرارت ہی کا اضافہ کریں گے اور تمہارے درمیان فتنہ و فساد برپا کرنے کیلئے بھاگ دوڑ کرتے پھریں گے۔

وضاحت

خط کشیدہ لفظ اگر لام زبر الف لاَ پڑھیں تو معنی ہو گا۔ کہ وہ بھاگ دوڑ نہیں کریں گے۔ جبکہ یہ مفہوم بالکل خلاف واقعہ اور غلط بیانی ہے۔ اور اگر لام بلا الف پڑھیں تو پھر معنی یہ ہو گا کہ وہ ضرور بھاگ دوڑ کریں گے۔

گویا لام بمع الف کا معنی ,,نہیں،، اور صرف ل کا معنی ,,ضرور اور یقیناً،، ہے دونوں کا فرق واضح ہے۔

مثال (۳)

لاعذبنه عذابا شدیدا اولا اذبحنه اولیاتینی بسلطان مبین - سورۃ النمل ۲۱

ترجمہ: میں ضرور اسے (ہُدہُد کو) سخت سزا دوں گا یا لازماً اسے ذبح کر دوں گا یا وہ میرے سامنے اپنی بے قصوری کی کوئی واضح دلیل پیش کرے۔

وضاحت

مندرجہ بالا آیت کے خط کشیدہ لفظ میں بھی وہی معاملہ ہے کہ لاَ کو اگر ذرا کھینچ کر یعنی الف کے ساتھ کر دیں گے تو معنی یہ ہو گا کہ اسے (ہدہد کو) ذبح نہ کروں گا جو کہ سراسر خلاف واقعہ ہے اور صرف لَ بلا الف پڑھنے سے معنی یہ ہو گا کہ اسے لازماً ذبح کر ڈالوں گا۔ گویا وہی نہیں اور ضرور کا فرق ہو گا۔

مثال (۴)

ثم ان مرجعھم لاَ الی الجحیم۔
(سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۶۸)

ترجمہ: پھر ان کی واپسی یقیناً جہنم ہی کی طرف ہو گی۔

وضاحت۔

اس آیت میں خط کشیدہ لفظ الف کے ساتھ تلفظ کرنے یا نہ کرنے سے معنی کفر یا ایمان تک پہنچ جاتا ہے کیونکہ لاَ یعنی لام زبر الف لا پڑھنے سے معنی یوں ہو گا۔ پھر ان کی واپسی جہنم کی طرف نہیں ہو گی۔ جو کہ سراسر خلاف واقع اور کفر ہے۔ اور صرف لَ بغیر الف پڑھنے کی صورت میں وہ معنی ہو گا جو اوپر درج ہے۔ گویا لَ تاکید کیلئے ہے اس کا معنی ہے ,,ضرور،، اور لاَ نفی کے لئے آتا ہے جس کا ترجمہ ,,نہیں،، ہے صرف الف ساتھ لگنے سے معنی تاکید کے بجائے بالکل الٹ یعنی نفی والا ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس کا خیال رکھنا از حد ضروری ہے۔

مثال (۵)

لاَ انتم اشد رھبة فی صدورھم من الله (الحشر آیت نمبر ۱۳)

ترجمہ: البتہ تمہاری ہیبت ان کے دلوں میں خدا سے بھی زیادہ ہے۔

وضاحت۔

اس آیت میں بھی وہی لَ اور لاَ کے تلفظ کا معاملہ ہے کہ صرف لَ پڑھنے سے ,,ضرور،، کا معنی پیدا ہو گا کیونکہ لَ جب کسی اسم یا فعل کے شروع میں آتا ہے تو تاکید کا معنی دیتا ہے۔ اور ذرا کھینچ کر پڑھنے سے لاَ (بمع الف) حرف نفی بن جاتا ہے جس کا معنی ,,نہیں،، ہوتا ہے اور اس صورت میں ترجمہ یوں ہو گا کہ تمہاری ہیبت ان کے دلوں میں خدا سے زیادہ نہیں ہے۔ اور یہ مفہوم سراسر خلاف واقع ہے۔

قاعدہ نمبر ۲

تلاوت قرآن مجید میں ایک عام خوفناک غلطی

مندرجہ بالا پانچ آیات کی روشنی میں آپ نے عربی زبان کا ایک قاعدہ اور ضابطہ معلوم کر لیا ہو گا۔ وہ یہ ہے کہ:۔

بعض اوقات کسی فعل یا اسم کے شروع میں لَ مفتوح آتا ہے اس کو لام تاکید کہتے ہیں جس کا ترجمہ لازماً یقیناً اور ضرور ہوتا ہے۔

مثال نمبر ۱۔

جیسے ان الله لغفور رحیم۔

دیکھئے غفور کے شروع میں لام تاکید ہے۔ اب ترجمہ یوں ہو گا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ یقیناً بخشنے والا مہربان ہے۔

مثال نمبر (۲)

ان الله لسریع العقاب۔

بیشک اللہ تعالیٰ لازماً جلد سزا دینے والا ہے

فعل پر لَ تاکید کی مثال

ولو انهم اقاموا التورٰة والانجيل و ما انزل اليهم من ربهم لاكلوا من فوقهم

ترجمہ: اور اگر وہ تورات اور انجیل کو قائم رکھتے اور اس کو جو ان کے رب کی طرف سے نازل ہوا تو البتہ کھاتے اپنے اوپر سے۔

دیکھئے لاکلوا کے شروع میں لام تاکید ہے۔

مثال نمبر (۳)

وان لم ینتھوا عما یقولون لیمسن الذین کفروا منھم عذاب الیم۔
(المائدہ ۷۳)

ترجمہ: (تین خدا کہنے والے عیسائی) اور اگر اپنے اس کہنے سے باز نہ آئے تو ان میں سے کافروں کو ضرور عذاب پہنچ کر رہے گا۔

اس لَ کو بلا الف پڑھیئے ورنہ تھوڑا سا کھینچ کر پڑھنے سے یہ لَ سے لاَ لام زبر الف بن جائے گا جو کہ لام تاکید نہیں بلکہ لا نفی بن جائے گا۔ پھر معنی ہو گا کہ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان نہیں ہے (معاذ اللہ) جو کہ سراسر خدا کی بخشش و رحمت کی نفی اور کفر ہے۔

اس لئے ایسے مقام کو نہایت احتیاط سے تلاوت کرنا چاہئے۔

دوسری مثال میں بھی لَ کو لمبا کر کے (لا) پڑھنے سے معنی بدل جائے گا۔

تیسری مثال میں لَ کو لمبا کر کے پڑھنے سے معنی ہو گا ,,تو ان میں سے کافروں کو عذاب نہیں ہو گا،، یہ سراسر کفر ہے۔

ایک مفید موازنہ

سابقہ پانچ مثالوں میں الف لکھا ہوا تھا مگر پڑھنا ممنوع تھا کیونکہ اس سے معنی بدل جاتا تھا۔ اور اس دوسری قسم میں الف لکھا ہوا تو نہیں مگر عام لوگ اس کو لمبا کر کے پڑھ لیتے ہیں جس سے مفہوم بالکل الٹ جاتا ہے۔

قاعدہ نمبر ۳۔

لاَ نفی کا تلفظ اور مفہوم

لام تاکید کے برعکس اس کا تلفظ بمع الف ہوتا ہے جس سے لام کو ذرا لمبا کر کے پڑھا جاتا ہے۔

جیسے فرمایا:۔

انّ اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الخ

ترجمہ: بلاشک اللہ اس بات کو معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جاوے۔

وضاحت۔

لا کو کھینچ کر پڑھنے سے نفی کا مطلوبہ مفہوم حاصل ہوگا۔ لیکن اگر لا کو مختصر کر کے لَ یغفر پڑھا جائے تو معنی بالکل الٹ (اللہ ضرور بخشے گا) ہو جائیگا جو کہ بالکل کفر ہے۔

اسی طرح لیعلمُون اور لا یعلمُون میں فرق کرنا لازمی ہے۔ ورنہ معنی ضرور سے نہیں اور نہیں سے ضرور ہو جائے گا۔

قاعدہ نمبر (۴)
عام زبر اور کھڑی زبر کا فرق

بعض حروف پر کھڑی زبر ہوتی ہے۔ مگر اس کو عوام الناس بے احتیاطی سے عام زبر پڑھ جاتے ہیں جس سے معنی بدل جاتا ہے۔ جیسے جَنَّۃ اور جنّٰت عام زبر کے ساتھ یہ لفظ واحد ہے بمعنی ایک باغ۔ اور کھڑی زبر کی صورت میں یہ لفظ جَنَّۃ کی جمع ہے (جنّٰت) جس کا ترجمہ باغات ہے۔ اسی طرح آیَۃٌ اور آیٰتٌ۔ ایسے ہی کئی مقامات پر کھڑی زبر اور عام پڑی زبر کا معاملہ ہے۔ جس کا لحاظ رکھنا صحت تلفظ اور صحت مفہوم کے لئے نہایت ضروری ہے

قاعدہ نمبر (۵)
ضمیر جمع متکلم

قرآن مجید میں جمع متکلم ماضی کا لفظ کئی جگہ آیا ہے جیسے ظلمنا۔ قرّبنا۔ آمنّا۔ توجہنا۔ ظللنا۔ وغیرہ۔ ظلمنا کا معنی ہے کہ ہم سب نے زیادتی کرلی۔ لیکن اگر ظلمنا کے ن کو ذرا لمبا کر کے نہ پڑھیں تو پھر اس کا تلفظ یوں ہوگا۔ ظلمنَ یعنی آخری الف تلفظ میں نہ آئے گا جو کہ جمع متکلم کی علامت تھی۔ اب یہ لفظ بجائے جمع متکلم کے جمع مونث غائب کا صیغہ بن جائے گا جس کا ترجمہ ہوگا۔ ان سب عورتوں نے زیادتی کی۔

ایسے ہی قرّبنا کا معنی تھا ہم نے قرب بخشا۔ اور بلا الف تلفظ کرنے سے معنی ہوگا۔ ان عورتوں نے قرب بخشا۔ فیصلہ خود کرلیں کہ مفہوم کہاں سے کہاں پہنچ گیا؟ اس خرابی کا اندازہ کر کے احتیاط سے تلاوت کرنے کی خوب کوشش کریں۔

قاعدہ نمبر (۶)
دیگر وہ مقامات جہاں لوگ غفلت سے الف کو نہیں پڑھتے

قرآن حکیم میں سینکڑوں ایسے الفاظ ہیں جہاں ان کے آخر میں الف لکھا ہوتا ہے اور اس کو مفہوم درست رکھنے کے لئے لازمی پڑھنا پڑتا ہے۔ مگر عربی زبان کی ناواقفی سے اکثر تلاوت کرنے والے چھوڑ جاتے ہیں جس سے معنی سنگین صورت اختیار کر جاتا ہے۔ مثلاً

مثال نمبر (۱)

فانطلقا حتّیٰ اذا اتیا اھل قریۃ ن استطعما اھلھا فابوا ان یضیفوھما فوجدا فیھا جدارا یرید ان ینقض فاقامہ قال لو شئت لتخذت علیہ اجرا

(سورۃ الکہف آیت نمبر ۷۷)

ترجمہ: پس وہ دونوں (موسیٰ و خضرؑ) چل پڑے یہاں تک کہ جب وہ دونوں ایک گاؤں والوں کے پاس پہنچے۔ تو ان دونوں نے بستی والوں سے کھانا مانگا پس انہوں نے ان کو مہمان بنانے سے انکار کر دیا۔ پھر پائی انہیں دونوں نے ایک دیوار جو گرا ہی چاہتی تھی تو اس نے اسے مضبوط کر دیا۔ کہا (موسیٰؑ) نے اگر تو چاہتا تو اس کی مزدوری طے کر لیتا۔

وضاحت

اس آیت کریمہ میں چار خط کشیدہ ایسے الفاظ ہیں جن کے آخر میں الف لکھا ہوا ہے۔ جس کا تلفظ صحت مفہوم کے لئے نہایت ضروری ہے۔ ۱۔ فانطلقا میں ق کو لمبا کر کے پڑھیں گے کیونکہ الف تثنیہ (دو) کی علامت ہے یعنی وہ دونوں چل پڑے۔ اگر ق کو بلا الف پڑھیں یعنی فانطلق تو معنی ہوگا وہ ایک چل پڑا۔ حالانکہ یہ مفہوم سراسر خلاف واقعہ ہے۔ ۲۔ اتیا وہ دونوں پہنچے۔ بلا الف پڑھنے سے معنی ہوگا وہ ایک پہنچا۔ ۳۔ استطعما۔ ان دونوں نے کھانا طلب کیا۔ بلا الف پڑھنے سے معنی ہوگا۔ اس ایک نے کھانا طلب کیا۔ ۴۔ فوجدا۔ ان دونوں نے دیوار پائی۔ لمبا نہ کر کے پڑھنے سے معنی ہوگا اس ایک نے دیوار پائی۔

لفظ فانطلقا آیت ۷۱ و ۷۴ میں بھی آیا ہے ایسے وجدا آیت ۶۵ میں بھی آیا ہے۔ نیز واقعہ موسیٰؑ اور خضرؑ میں تثنیہ کے کافی الفاظ آئے ہیں۔ ایسے ہی سورت اعراف کے شروع میں واقعہ آدمؑ و حواء میں تثنیہ کے کافی الفاظ آئے ہیں۔ ان سب کو ملاحظہ کر کے ان کا صحیح تلفظ کریں اس کے علاوہ تمام قرآن مجید میں اس قسم کے الفاظ کے تلفظ کا خاص خیال رکھا جائے۔

مثال نمبر (۲)

فاراد ربّک ان یبلغا اشدّھما ویستخرجا کنزھما۔

ترجمہ: پس تیرے پالنہار نے ارادہ فرمایا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچ جائیں اور اپنا خزانہ نکال لیں۔

وضاحت۔

اس مقام پر راستباز والدین کے دو لڑکوں کا تذکرہ ہے جو بوقت وفات اپنا مال زمین میں دفن کر گئے کہ بچے بڑے ہو کر نکال لیں گے۔ تو فرمایا کہ تیرے رب نے چاہا کہ وہ دونوں بچے اپنی جوانی کو پہنچ جائیں اور اپنا خزانہ نکال لیں۔

یبلغا اور یستخرجا میں دونوں کے جوان ہونے اور خزانہ نکالنے کا ذکر ہے تو اگر غا اور جا کو لمبا کر کے نہ پڑھیں تو ترجمہ صرف ایک کیلئے ہوگا یعنی وہ ایک جوان ہو جائے اور خزانہ نکال لے جالا نکہ

یہ مفہوم واقع کے خلاف ہے۔

مثال نمبر (۳)

ولا تقربا ھٰذہ الشجرۃ فتکونا من الظّٰلمین۔ (سورۃ اعراف آیت ۱۹)

ترجمہ (آدمؑ و حوا دونوں کو حکم ہوا) اور تم دونوں اس درخت کے قریب نہ جانا (قریب جانے کی صورت میں) تو تم دونوں ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔

وضاحت۔

تقربا اور تکونا کو لمبا کر کے پڑھنے سے تثنیہ (دو) کا مفہوم حاصل ہوگا ورنہ پہلا صیغہ خلاف قاعدہ اور دوسرا صرف ایک کے لئے رہ جائے گا۔

ایسے ہی اس صورت کی آیت ۲۲ میں فتکونا دو مرتبہ آیا ہے۔

آیت ۲۲ میں ذاقا اور طفقا دو لفظ ہیں ان سب کو ذرا لمبا کر کے پڑھنا ضروری ہے ورنہ معنی واحد کا ہو کر مفہوم غلط ہو جائے گا۔

قاعدہ نمبر (۷)

مزیدہ مقامات جہاں الف لکھا ہوتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا

مثال نمبر (۱)

کذالک ارسلناک فی اُمّۃ قد خلت من قبلھا امم لتتلوا علیھم۔

(الرعد آیت نمبر ۳۰)

ترجمہ: جس طرح ہم پہلے پیغمبر بھیجتے رہے (اسی طرح ہم نے آپ کو اس امت میں بھیجا جس سے پہلے کئی امتیں گذر چکی ہیں تاکہ آپ ان کو وہ کتاب (قرآن مجید) سنائیں جو ہم نے آپ کی طرف وحی فرمائی۔

وضاحت۔

اس آیت مبارکہ میں خط کشیدہ لفظ لتتلوا کے آخر میں حسب قواعد لغت عربی الف لکھا ہوا ہے مگر وہ تلفظ اور پڑھنے میں نہیں آئے گا بلکہ تلفظ صرف واؤ تک رہے گا واؤ کو لمبا کر کے الف کو شامل نہ کریں گے کیونکہ الف نہ پڑھنے کی صورت میں ترجمہ یوں ہوگا تاکہ صرف آپ ان پر وہ کتاب پڑھیں۔ لیکن اگر واؤ کو ذرا لمبا کر کے الف کو بھی شامل تلفظ کر لیا جائے تو معنی یوں ہوگا۔ تاکہ تم دونوں ان پر وہ کتاب پڑھو۔ گویا الف شامل کرنے سے یہ صیغہ واحد سے تثنیہ (دو) کے لئے ہو جائے گا جو کہ سراسر خلاف واقع اور عقیدہ ہے۔

مثال نمبر (۲)

انّی ارید ان تبوٓءَا باثمی واثمک فتکون من اصحٰب النّار۔ (المائدہ ۲۹)

(پسر آدمؑ ہابیل نے کہا) میں چاہتا ہوں کہ صرف تو میرا گناہ بھی سمیٹ لے اور اپنا بھی۔ پھر تو دوزخیوں میں سے ہو جائے۔

وضاحت۔

اس آیت میں لفظ تبوٓءَا کا معاملہ بھی سابقہ لفظ لتتلوا جیسا ہے کہ اگر یہاں ہمزہ کو ذرا لمبا کر کے پڑھیں تو الف بھی پڑھنے میں آجائے گا اور معنی بدل جائے گا کیونکہ تبوٓءَ بلا الف پڑھنے سے معنی وہ بنتا ہے جو اوپر مذکور ہے یعنی واحد کا معنی ہوگا اور الف کو شامل کر کے پڑھنے سے معنی یوں ہوگا۔ تاکہ تم دونوں میرے اور اپنے گناہ سمیٹ لو حالانکہ یہ مفہوم سراسر خلاف واقع ہے لہٰذا اس لفظ کو بلا الف پڑھیں گے۔

مثال نمبر (۳)

وما اٰتیتم من ربًا لیربُوا فی اموال النّاس فلا یربُوا عند اللّٰہ ط

ترجمہ: اور جو تم سود دیتے ہو تاکہ لوگوں (سود خوروں) کے مال میں اضافہ ہو جائے سو وہ اللہ کے ہاں نہیں بڑھتا۔

ف: اس آیت کے لفظ لیربوا کا تلفظ بھی سابقہ آیات کی طرح بلا الف کریں گے تاکہ معنی واحد سے تثنیہ میں نہ بدل جائے جو کہ خلاف واقع اور خلاف مطلوب ہے۔

اسی طرح سورۃ کہف آیت ۱۴ میں لن ندعوا۔ سورۃ محمد کی آیت ۴ میں لفظ لیبلوا اور آیت ۳۱ میں ونبلوا ہے۔ تینوں کو اسی طرح بلا الف تلاوت کریں گے ورنہ معنی واحد سے تثنیہ میں بدل کر بگڑ جائے گا۔

مندرجہ بالا تفصیل سے واضح ہوا کہ کلام الٰہی کی تلاوت کرتے وقت ہر حرف کی حرکت نہایت احتیاط سے ادا کرنا چاہئے۔ ورنہ معنی اور مفہوم بدل کر کفر سے ایمان اور ایمان سے کفر تک پہنچ جاتا ہے۔ خاص کر الف اور کھڑی زبر کا معاملہ نہایت توجہ طلب ہے۔ عربی زبان سے ناواقفی کی وجہ سے اپنے تلاوت والے قرآن پر ایسے مقامات پر نشان لگوا لینے چاہئیں تاکہ بوقت تلاوت غلط تلفظ کرنے سے گنہگار نہ ہو۔

ایسا طرز تحریر کیوں ہے؟

یہ طرز تحریر کہ الف لکھ دیا جاتا ہے مگر پڑھنے میں نہیں آتا صرف عربی زبان کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ بات ہر زبان میں موجود ہے کہ ایک حرف لکھنے میں آتا ہے مگر پڑھنے میں نہیں آتا۔ جیسے اردو زبان میں۔ واؤ معدولہ والے الفاظ ہیں۔ مثلاً خواہش۔ خوشی وغیرہ میں واؤ لکھنے میں آتی ہے مگر تلفظ میں نہیں آتی۔

اسی طرح انگلش میں تو معاملہ نہایت لمبا ہے تقریباً ڈھائی صد الفاظ ایسے ہیں جن کے ابتدا یا وسط میں کچھ حروف لکھے تو جاتے ہیں مگر پڑھنے میں نہیں آتے۔ ان کو سائیلینٹ یعنی خاموش حروف کہتے ہیں۔ جیسے: ان الفاظ میں کاٹے والے حروف سائیلنٹ یعنی تلفظ میں نہیں آتے۔

قاعدہ نمبر (۸)

وہ مقامات جہاں الف لکھا جاتا ہے مگر بلا تبدیلی معنی پڑھا نہ جائے گا

مثال نمبر (۱)

ثمّ بعثنا من بعدھم موسٰی بآیاتنا

الیٰ فرعون و ملاءہ الخ (الاعراف آیت ۱۰۳)

ترجمہ: پھر ہم نے ان کے بعد موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا

وضاحت۔

اس آیت میں خط کشیدہ لفظ ملاءہ میں ل کے بعد الف نہ پڑھا جائے گا بلکہ اس کا تلفظ اتنی ہی ہوگا ملئہ۔ اس طرح صرف تلفظ کی غلطی ہے۔ معنی میں کوئی فرق نہیں۔ یہ لفظ مندرجہ مقامات پر بھی آیا ہے۔

دیگر مثالیں۔

سورۃ یونس آیت نمبر ۷۵ و ۸۳، سورۃ ہود آیت نمبر ۹۷۔ سورۃ المومنون آیت نمبر ۴۶، سورۃ القصص آیت نمبر ۳۲۔ سورۃ زخرف آیت نمبر ۴۶۔ سب جگہ اسی طرح یعنی بلا الف ہی تلاوت کی جائیگی۔

ایسے افائن مات۔ من نبائ المرسلین۔ افائن مت۔ ان آیتوں کا لکھا ہوا الف نہ پڑھا جائیگا۔

قاعدہ نمبر (۹)

وہ مقامات جہاں واؤ لکھا جاتا ہے مگر پڑھنے میں نہیں آتا

جیسے اولئٰک۔ اولوا الالباب۔ اولٰا میں واؤ پڑھنے میں نہیں آئے گا صرف۔ اُلئک۔ اولالباب اُلا ہی پڑھا جائے گا۔

یہ غلطی صرف تلفظ کی ہے۔ معنی میں کوئی فرق نہیں آتا۔

نوٹ: قرآن مجید صرف ایک جگہ یعنی سورۃ کہف کی آیت نمبر ۳۸ میں ایک لفظ لکنا ھو اللہ ربی۔ آیا ہے۔ اس لکنا کے نون کو بلا الف یعنی لکن ہی پڑھیں گے۔ الف کا تلفظ نہیں ہوگا کیونکہ اس صورت میں اس لفظ میں ضمیر جمع متکلم بن جاتی ہے۔ اور ترجمہ یوں بنتا ہے: لیکن ہم وہ اللہ میرا رب۔ یہ عبارت واضح طور پر بے معنی سی بن جاتی ہے صرف لفظ ہم لانے سے جو کہ نا کا ترجمہ ہے۔ اور اس کے بغیر معنی صرف "لیکن" ہوگا جو کہ بالکل درست ہے۔

●●

اِمامُ انبیاءؑ کی زندگی

از۔ مولوی محمد اسماعیل' جامعہ احتشامیہ کراچی

عرب کے ممتاز حسب و نسب اور اعلیٰ روایات رکھنے والے خاندان میں سلیم الفطرت والدین کے قران السعدین سے ایک انوکھا سا بچہ یتیمی کے سائے میں پیدا ہوتا ہے وہ خاص انتظام سے صحرا میں تگ و دو کرتے کرتے زندگی کی جولانگاہ میں مشقتوں کا مقابلہ کرنے کی تیاریاں کرتا ہے اور بکریاں چرا کر گلہ بانی اقوام کی تربیت پاتا ہے بچپن کی پوری مسافت طے کرنے سے پہلے یہ انوکھا بچہ ماں کے سایہ شفقت سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ دادا کی ذات کسی حد تک والدین کے اس خلا کو پر کرنے والی تھی لیکن یہ سہارا بھی اٹھا لیا جاتا ہے بالا خر چچا کفیل بنتے ہیں۔ یہ گویا مادی سہاروں سے بے نیاز ہو کر ایک آقائے حقیقی کے سہارے گراں بہا فرائض سے عہدہ برآ ہونے کی تیاری ہو رہی ہے۔

جوانی کے دائرے میں قدم رکھنے تک یہ انوکھا بچہ عام بچوں کی طرح سامنے نہیں آتا بلکہ بوڑھوں کی سی سنجیدگی سے آراستہ نظر آتا ہے جوان ہوتا ہے تو انتہائی فاسد ماحول کے باوجود اپنی جوانی کو بے داغ رکھتا ہے۔ عشق اور بدنظری اور بدکاری جہاں نوجوانوں کے لئے سرمایہ افتخار بنے ہوئے ہوں' وہاں وہ اپنے دامان نظر تک کو ایک دن بھی میلا نہیں ہونے دیتا۔ جہاں گلی گلی شراب کشید کرنے کی بھٹیاں لگی ہوں اور گھر گھر شراب خانے سجے ہوں اور جہاں مجلس مجلس دخت رز کے قدموں میں ایمان و اخلاق نچھاور کئے جاتے ہوں اور پھر جہاں اپنی بلانوشیوں کے چرچے فخریہ قصیدوں اور شعروں میں کئے جاتے ہوں وہاں یہ جداگانہ فطرت کا نوجوان کبھی قسم کھانے کو بھی شراب کا ایک قطرہ تک اپنی زبان پر نہیں رکھتا جہاں قمار قومی مشغلہ بنا چلا آرہا تھا۔ وہاں ایک یہ مجسمہ پاکیزگی تھا کہ جس نے کبھی مہروں کو ہاتھ سے نہ چھوا جہاں داستان گوئی اور موسیقی کلچر کا لازمہ بنے ہوئے تھے وہاں کسی اور ہی عالم کا یہ نوجوان لہو و لعب سے بالکل الگ تھلگ رہا اور دو مرتبہ ایسے مواقع پیدا ہوئے بھی کہ یہ نوجوان ایسی مجالس تفریح میں جا پہنچا لیکن جاتے ہی ایسی نیند طاری ہوئی کہ سمع و بصر کا دامن پاک رہا۔ جہاں بتوں کے سامنے سجدہ پاشی عین دین و مذہب قرار پا چکی تھی وہاں خانوادہ ابراہیمی کے اس پاکیزہ مزاج نوجوان نے نہ غیر اللہ کے سامنے کبھی اپنا سر جھکایا نہ اعتقاداً کوئی مشرکانہ تصور اپنے اندر جذب کیا بلکہ

ایک مرتبہ بتوں کے چڑھاوے کا جانور پکا کر لایا گیا تو اس نے وہ کھانا کھانے سے انکار کر دیا جہاں قریش نے زمانہ حج میں اپنے آپ کو عرفات جانے سے مستثنیٰ کر لیا تھا وہاں اس ممتاز مرتبے کے قریشی نے بھی اس من گھڑت استثنیٰ سے فائدہ نہ اٹھایا جہاں اولاد ابراہیم نے مسلک ابراہیمی کو بگاڑ کر دوسری خرابیوں کے ساتھ کعبہ کا طواف حالت عریانی میں کرنے کی ایک گندی بدعت پیدا کر لی تھی وہاں اس حیادار نوجوان نے بھی اس بدعت کو اختیار نہ کیا۔ جہاں جنگ ایک کھیل تھی اور انسانی خون بہانا ایک تماشا تھا۔ وہاں احترام انسانیت کا علمبردار یہ نوجوان ایسا تھا کہ جس کے دامن پر خون کی ایک چھینٹ نہ پڑی تھی۔ نوعمری میں اس نوجوان کو حرب فجار نامی جنگ عظیم میں شرکت کا موقع پیش آیا اور اگرچہ اس نے قریش کے برسر حق ہونے کی بنا پر اس میں حصہ لیا لیکن پھر بھی کسی انسانی جان پر خود ہاتھ نہ اٹھایا۔

پھر اس پاکباز عفیف نوجوان کی دلچسپیاں دیکھئے کہ عین بھٹک جانے والی عمر میں وہ اپنی خدمات اپنے ہم خیال نوجوانوں کی ایک اصلاح پسند انجمن کے حوالے کرتا ہے جو حلف الفضول کے نام سے غریبوں اور مظلوموں کی مدد اور ظالموں کی چیرہ دستیوں کے استیصال کے لئے قائم ہوئی تھی۔ اس کے شرکاء نے اس مقصد کے لئے حلفیہ عہد باندھا۔

آپ دور نبوت میں اس کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ فرمایا کرتے کہ اس معاہدہ کے مقابلہ میں اگر مجھ کو سرخ رنگ کے اونٹ بھی دیئے جاتے تو میں اس سے نہ پھرتا اور آج بھی ایسے معاہدہ کے لئے کوئی بلائے تو میں حاضر ہوں۔ پھر اس نوجوان کی صفات اور صلاحیتوں کا اندازہ اس سے کیجئے کہ تعمیر کعبہ کے موقع پر حجر اسود نصب کرنے کے معاملے میں قریش میں کشمکش پیدا ہوتی ہے اور تلواریں میانوں سے باہر نکل آتی ہیں لیکن تقدیر کے اشارہ سے اس قضیے کو چکانے کا شرف اسی نوجوان کے حصے میں آتا ہے۔ انتہائی جذباتی تنازعہ کی اس فضا میں یہ بیچ اور صلح کا علمبردار ایک چادر بچھاتا ہے اور اس پر پتھر کو اٹھا کر رکھ دیتا ہے اور پھر دعوت دیتا ہے کہ تمام قبیلوں کے لوگ مل کر اس چادر کو اٹھائیں' چادر پتھر سمیت متحرک ہو جاتی ہے' جب موقع

پر جا پہنچی ہے تو وہ نوجوان اس پتھر کو اٹھا کر اس کی جگہ نصب کر دیتا ہے۔ جھگڑے کا سارا غبار چھٹ جاتا ہے اور چہرے خوشی سے چمک اٹھتے ہیں۔

یہ نوجوان میدان معاش میں قدم رکھتا ہے تو تجارت جیسا پاکیزہ اور معزز مشغلہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ کوئی بات تو اس نوجوان میں تھی کہ اچھے اچھے اہل سرمایہ نے یہ پسند کیا کہ یہ نوجوان ان کا یہ سرمایہ اپنے ہاتھ میں لے اور کاروبار کرے۔ پھر سائب قیس بن سائب مخزومی حضرت خدیجہ اور جن دوسرے لوگوں کو اس نوجوان کے حسن معاملت کا عملی تجربہ ہوا اور ان سب نے اس تاجر کو امین کا لقب دیا۔

عبداللہ ابی الحمسا کی گواہی آج بھی محفوظ ہے کہ بعثت سے قبل خرید و فروخت کے معاملہ میں اس تاجر امین سے طے ہوا کہ آپ ٹھہریں میں ابھی پھر آؤں گا لیکن بات آئی گئی ہو گئی۔ تیسرے روز اتفاقاً عبداللہ کا ذکر اسی مقام سے ہوا تو دیکھا کہ وہ تاجر امین وعدہ کی ڈوری سے بندھا اسی جگہ کھڑا ہے اور کہتا ہے کہ تم نے مجھے زحمت دی۔ میں اسی مقام پر تین دن سے موجود ہوں۔

(ابوداؤد)

پھر یہ دیکھئے کہ یہ نوجوان رفیقہ حیات کا جب انتخاب کرتا ہے ایک ایسی خاتون سے رشتہ مناکحت استوار کرتا ہے جس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ خاندان اور ذاتی سیرت و کردار کے لحاظ سے نہایت اشرف خاتون ہے۔ اس کا یہ ذوق انتخاب اس کے ذہن' اس کی روح' اس کے مزاج اور اس کی سیرت کی گہرائیوں کو پوری طرح نمایاں کرتا ہے۔ پیغام خود وہی خاتون حضرت خدیجہ بھیجتی ہیں جو اس یگانۂ روزگار کے کردار سے متاثر ہوتی ہیں۔

سلام کی فضیلت

السلام علیکم کہئے دِلوں کو جیت لیجئے

جب تمہیں سلام کیا جائے تو اس سے اچھا جواب دو یا ان ہی الفاظ کو لوٹا دو

سلام' اسلام کی پہچان ہے اور جواب سلام حکم خداوندی ہے

سلام کرنا انبیاءؑ کی سنت اور حضورؐ کا محبوب عمل ہے

اسلام کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ صاحب شریعت حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متبعین کی زندگی کے ہر ہر پہلو کا خیال رکھا اور آپ کی تعلیمات انسان کی زندگی کی تمام حاجات و ضروریات پر محیط ہیں۔ مثلاً" چلنا" پھرنا' اٹھنا بیٹھنا' بیع و شرا' امن حرب و ضرب نکاح و طلاق سیاست ادب الغرض دنیاوی امور میں سے کون سا امر ایسا تھا جس میں معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے نقوش ثبت نہ ہوں۔ سلام کرنا انبیاء علیہم السلام کی سنت اور حضور تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب عمل ہے اور سلام اسلام کی پہچان ہے۔ درج ذیل میں کچھ قرآنی آیات اور احادیث پیش کی جارہی ہیں بارگاہ لم یزل سے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

قرآن کریم کی آیت کریمہ کا ترجمہ یہ ہے۔

"اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اس سے اچھا جواب دو یا ان ہی الفاظ کو لوٹا دو۔"

(پارہ پنجم سورۃ نساء آیت نمبر۸۶)

مفسر کبیر امام ابن کثیرؒ نے اس آیت کی تفسیر ان الفاظ میں نقل کی ہے۔

مسلمانو جب تمہیں کوئی مسلمان سلام کرے تو اس کے سلام کے الفاظ سے بہتر الفاظ میں اس کا جواب دو یا کم سے کم انہی الفاظ کو دہرا دو پس زیادتی مستحب ہے اور برابری فرض ہے۔ ابن جریر میں ہے کہ۔

"ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ تو آپؐ نے فرمایا وعلیک السلام و رحمۃ اللہ پھر دوسرا آیا اس نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ و رحمۃ اللہ آپ نے جواب میں فرمایا وعلیک السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ پھر ایک اور صاحب آئے انہوں نے کہا السلام علیک و رحمۃ اللہ و برکاتہ آپؐ نے جواب میں فرمایا وعلیک تو اس نے کہا کہ اے اللہ کے نبیؐ فلاں اور فلاں نے آپؐ کو سلام کیا تو آپؐ نے جواب کچھ زیادتی کے ساتھ دیا جو مجھے نہیں دیا آپؐ نے فرمایا تم نے ہمارے لئے کچھ باقی ہی نہ چھوڑا۔ فرمان خدا ہے جب تم پر سلام کیا جائے تو تم اس سے اچھا جواب دو یا اسی کو لوٹا دو۔ اس لئے ہم نے وہی الفاظ لوٹا دیئے۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سلام کے کلمات میں اس سے زیادتی نہیں اگر ہوتی تو آنحضرتؐ اس آخری صحابی کے جواب میں وہ لفظ کہہ دیتے۔ مسند امام احمد میں ایک حدیث اس طرح بیان ہوئی۔

"ایک شخص حضورؐ کے پاس آئے اور السلام علیکم یا رسول اللہ کہہ کر بیٹھ گئے تو آپؐ نے جواب دیا اور فرمایا دس نیکیاں ملیں۔ دوسرے آئے اور السلام علیکم و رحمۃ اللہ یا رسول اللہ کہہ کر بیٹھ گئے آپؐ نے فرمایا بیس نیکیاں ملیں۔ پھر تیسرے صاحب آئے انہوں نے کہا السلام علیکم و

ہماری دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتیں

ایک دفعہ لوگوں نے حضرت ادھم بلخیؒ سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں قبول نہیں فرماتا۔
آپؒ نے فرمایا' اس وجہ سے کہ۔

- تم خدا کو جانتے اور مانتے ہو مگر اس کی اطاعت نہیں کرتے۔
- اللہ تعالیٰ کی نعمت کھاتے ہو مگر شکر ادا نہیں کرتے۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے ہو مگر ان کی پیروی نہیں کرتے۔
- قرآن پڑھتے ہو مگر عمل نہیں کرتے۔
- جانتے ہو کہ دوزخ گنہگاروں کے لئے ہے مگر اس سے نہیں ڈرتے۔
- شیطان کو دشمن سمجھتے ہو مگر اس سے نہیں بھاگتے بلکہ اس سے دوستی کرتے ہو۔
- عزیز و اقارب کو اپنے ہاتھوں سے زمین میں دفن کرتے ہو مگر عبرت نہیں پکڑتے۔
- موت کو برحق جانتے ہو مگر عاقبت کا کوئی سامان نہیں کرتے بلکہ دنیا کا سامان جمع کرتے ہو۔
- اپنی برائیوں کو ترک نہیں کرتے مگر دوسروں کی عیب جوئی کرتے ہو۔

بھلا ایسے لوگوں کی دعائیں کیسے قبول ہوں؟

رحمۃ اللہ وبرکاتہ تو آپؐ نے فرمایا تمیں نیکیاں ملیں۔"
حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سلام نفل ہے اور جواب سلام ضروری ہے اور علماء کرام کا فرمان بھی یہی ہے۔ پس اگر سلام کا جواب نہ دے تو گنہگار ہوگا۔ اس لئے کہ جواب سلام خدا کا حکم ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کا سلام فرشتوں کا جواب۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ۔

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو مکمل طور پر ان کی صورت کے مطابق پیدا کیا۔ ان کی لمبائی ساٹھ ہاتھ تھی۔ جب انہیں پیدا کر چکا تو فرمایا کہ جاؤ اور ان فرشتوں کو جو بیٹھے ہوئے ہیں سلام کرو اور سنو کہ تمہارے سلام کا یہ کیا جواب دیتے ہیں کیونکہ یہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہوگا۔ آدم علیہ السلام نے فرشتوں کو السلام علیکم کیا فرشتوں نے جواب دیا السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔"

(رواہ البخاری ص۹۱۹ ج۳ کتاب الاستیذان)

حضرت ابوہریرہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان روایت کرتے ہیں کہ۔

"تم جنت میں داخل نہیں ہوسکتے جب تک ایمان نہ لاؤ اور اس وقت تک کامل مومن نہیں جب تک ایک دوسرے سے محبت نہ رکھو۔ ایک ایسی چیز کی میں تمہیں خبر دیتا ہوں اگر تم نے وہ عمل کرلیا تو تم میں محبت ہوگی۔ آپس میں سلام کو عام کرو۔"

(رواہ مسلم)

"حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی بات ارشاد فرماتے تو تین بار دہراتے حتیٰ کہ لوگ اس کو سمجھ لیتے اور جب کسی مجلس میں تشریف لاتے تو انہیں تین مرتبہ سلام کرتے۔"

(رواہ البخاری ص۹۲۵ ج۳)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ یہ جبرائیلؑ ہیں تمہیں سلام کہتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے جواب میں وعلیک السلام ورحمۃ اللہ برکاتہ کہا۔

(رواہ البخاری ص۹۲۸ ج۳)

آداب السلام۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھوٹا بڑے کو سلام کرے گزرنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے اور کم تعداد والے بڑی تعداد والوں کو سلام کریں۔

(بخاری ص۹۲۱ ج۳)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت فرماتے ہیں کہ ایک صاحب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اسلام کی کون سی حالت افضل ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مخلوق خدا کو کھانا کھلاؤ اور سلام کرو اسے بھی جسے تم پہچانتے ہو اور اسے بھی جسے تم نہیں پہچانتے۔

(بخاری ص۹۶۷ ج۳)

حضرت ابو ایوبؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق رکھے کہ جب وہ ملیں تو یہ ایک طرف منہ پھیر لے اور دوسرا دوسری طرف اور دونوں میں اچھا وہ ہے جو سلام کی ابتدا کرے۔

(بخاری ص۹۶۷ ج۳)

اور اگر کسی کے گھر جائیں تو سلام کرکے اجازت طلب کریں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت نقل کرتے ہیں کہ جو سلام سے ابتداء نہ کرے اسے گھر میں داخل ہونے کی اجازت مت دو۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔ یعنی جو شخص سنت نبوی پر عمل نہ کرے وہ اس بات کا مستحق نہیں ہے کہ اسے گھر میں آنے یا کھانے میں شریک ہونے کی اجازت دی جائے اور سلام کے آداب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ سلام کرتے ہوئے مصافحہ کرنا حضور اکرمؐ نے اس سلام کو کامل سلام قرار دیا جس سلام کے ساتھ مصافحہ کیا جائے۔ رواہ احمد و ترمذی۔ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت انسؓ سے عرض کی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ مصافحہ کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا جی ہاں۔ رواہ البخاری ص۹۲۷ ج۳

یعنی صحابہ کرامؓ ایک دوسرے سے ملتے وقت سلام کے ساتھ اکرام دوستی اور محبت بڑھانے کے لئے ایک دوسرے سے مصافحہ کیا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تشہد سکھلایا تو میری دونوں ہتھیلیاں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیوں کے درمیان میں تھیں۔ رواہ البخاری ص۹۲۷ ج۳۔ امام بخاری نے اسی صفحہ پر ایک اور حدیث نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں حضرت حماد بن زیدؒ نے حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔ حضرت براء بن عازبؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ کوئی دو مسلمان ایسے نہیں کہ وہ ایک دوسرے سے ملیں اور مصافحہ کریں مگر یہ کہ ان کے جدا ہونے سے قبل ان کی مغفرت کردی جاتی ہے اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ جب دو مسلمان ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور سلام کے بعد مصافحہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرتے ہیں اور اس سے مغفرت کے طالب ہوتے ہیں تو ان کی مغفرت کردی جاتی ہے۔ (رواہ الترمذی ابن ماجہ احمد و ابوداؤد)

اپنے مسلمان بھائیوں کو ملتے وقت سلام و مصافحہ ضرور کیجئے۔ اس سے ان کے دل میں آپ کی محبت اور عزت پیدا ہوگی اور ان کا دل خوش ہوگا اور مسلمان کا دل خوش کرنا بھی نیکی اور اجر و ثواب کا موجب ہے۔ ●●

قاضی قیروان کی فرض شناسی اور اعلیٰ کردار

پروفیسر محمد اجتباء ندوی الٰہ آباد یونیورسٹی

شمالی افریقہ کے مشہور دارلحکومت قیروان کے ایک ساحلی قصبہ میں ایک جلیل القدر عالم صالح بزرگ اور متقی و پرہیزگار فقیہ شیخ عیسیٰ بن مسکین کنارہ کش ہو کر درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہیں ان کے اپنے کچھ قابل کاشت کھیت ہیں اس میں جو اور سبزیاں اگا کر اسی سے گزر بسر ہو جاتی ہے اس کے علاوہ انہیں نہ کوئی خواہش ہے اور نہ تمنا اپنے حال پر خوش اور اپنے کام سے مطمئن قیروان کے عدالتی رجسٹرار ابن زریاب بیان کرتے ہیں کہ شیخ عیسیٰ بن مسکین اپنے حلقہ درس میں شاگردوں کو درس دینے میں منہمک تھے کہ دور سے ایک تیز سوار آتا نظر آیا اس نے شیخ کے گھر کے سامنے آکر سواری روکی اور دریافت کیا کہ شیخ عیسیٰ کہاں ہیں انہیں ابھی قیروان سے حاکم امیر ابراہیم بن الغلب نے طلب کیا ہے

حاضرین پیغام سن کر گھبرا گئے۔ شیخ عیسیٰ نے بڑے وقار اور اطمینان سے کہا کہ اب کیا حکم ہے؟ میں منصب قضاء کے قبول کرنے سے معذرت کرچکا ہوں اور اس گوشہ نشینی کو ترجیح دی ہے قاصد نے کہا کہ مجھے صرف یہ حکم ملا ہے کہ فوری طور پر آپ کو لے کر دربار میں حاضر ہو جاؤں شیخ عیسیٰ اپنے شاگردوں اور اہل خانہ سے رخصت ہو کر قیروان حاضر ہوتے ہیں دربار میں شیخ محمد لیس الشعری کے پہلو میں جا کر بیٹھ جاتے ہیں امیر ابراہیم بن الغلب شیخ کو مخاطب کرکے کہتے ہیں اس شخص کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جس میں تمام خوبیاں پائی جاتی ہوں اور ملک کا حکمراں اسے منصب قضاء پر فائز کرنا چاہتا ہو تاکہ اس کے ذریعہ امت میں وحدت و وفاق پیدا ہو جائے لیکن وہ شخص اس منصب کے قبول کرنے سے انکار کرتا ہے۔ شیخ عیسیٰ نے

کہا کہ اگر وہ انکار کرتا رہے تو شیخ عیسیٰ نے کہا کہ اسے مجبور کیا جائے اور اگر پھر وہ انکار کرے تو اسے اس وقت تک کوڑے لگائے جائیں تا آنکہ قبول کر لے امیر ابراہیم نے ہنستے ہوئے کہا کہ پھر آپ اس منصب کو قبول کر لیجئے یہ مکالمہ آپ ہی کے بارے میں ہے۔ شیخ عیسیٰ نے پھر معذرت کرنی چاہی تو تلوار کا دستہ ان کی گردن پر رکھ دیا گیا شیخ محمد بن ادریس الشعری بیان کرتے ہیں کہ میں دور ہٹ گیا کہ کہیں میرے کپڑے شیخ عیسیٰ کے خون سے داغدار نہ ہو جائیں شیخ عیسیٰ نے منصب قضاء اس شرط پر قبول کیا کہ ان کے فیصلوں میں کوئی مداخلت نہیں کرے گا اور جو بھی وہ فیصلہ کریں گے وہ نافذ العمل ہو گا امیر نے ان کی شرطیں قبول کر لیں شیخ عیسیٰ بن مسکین نے عدالتی ذمہ داریاں مندرجہ ذیل طریقہ پر تقسیم کیں اپنا معاون شیخ عبداللہ بن محمد بن المطروح بن البنا کو بنایا احتساب کا عہدہ شیخ ابو القاسم کے سپرد کیا فوری فیصلوں کا کام شیخ سلیمان بن سالم ور ابراہیم بن خشاب کو تفویض کیا وقف اور متروکہ جائیدادوں کے فیصلے شیخ ابو بکر بن لباد کے ذمہ کئے اور رجسٹراری و دفتری ذمہ داری شیخ ابن زریاب کو سونپی' شیخ عیسیٰ نے بہت ہی غور و خوض کے بعد یہ ذمہ داریاں سونپی تھیں اور اس پر انہیں سختی سے عمل درآمد کرنا تھا شیخ کے وقار اور سنجیدگی' حسن اخلاق' سادگی اور تواضع سے لوگوں کو خیال ہوا کہ شیخ عیسیٰ نرم دل اور چشم پوشی سے کام لینے والے قاضی ہیں' خصوصاً شیخ ابن زریاب کو زیادہ غلط فہمی رہی' ابن زریاب کو اس کا بھی زعم تھا کہ اسے دربار امیری میں بہت اثر و رسوخ حاصل ہے اس کی وجہ سے اسے دربار کی پشت پناہی حاصل ہو گی چنانچہ ایک دن حسب معمول فجر کی نماز ادا کر کے قاضی القضاۃ شیخ عیسیٰ ان کے معاون قاضی احتساب کے قاضی فوری فیصلہ کرنے والے قاضی اور دوسرے کارکن اپنی اپنی جگہوں پر آکر بیٹھ گئے لیکن رجسٹرار ابن زریاب غیر حاضر تھے لوگ اپنے اپنے معاملات لے کر عدالت میں حاضر ہوئے وقت کافی گزر گیا قاضی القضاۃ نے ابن زریاب کے بارے میں دریافت کیا اور کارروائی شروع کرنے کا تقاضہ کیا اور خصوصی طور پر شیخ ابو سعید تمیمی کے مقدمہ کے بارے میں کارروائی کرنے کا حکم دیا کہ بہت سویرے سے آئے ہوئے ہیں اور کمزور و بوڑھے ہیں لیکن عدالت کے ذمہ داروں نے کہا کہ تمام فائلیں ابن زریاب کے پاس ہیں اور اس کے بارے میں انہیں علم ہے قاضی القضاۃ نے سوچنا شروع کیا پھر کہا کہ شیخ ابو سعید اور دوسرے لوگوں کو بلایا جائے تاکہ ان سے معذرت کریں لیکن تاخیر ہو جانے کی وجہ سے وہ سب جا چکے تھے بہت دیر کے بعد ابن زریاب پہنچے تو قاضی عیسیٰ نے ان سے تاخیر سے پہنچنے کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے بڑی بے اعتنائی سے جواب دیا کہ وہ اپنے ایک دوست ابو القاسم بن عبدوس کے یہاں ایک تقریب میں شرکت کے لئے گئے تھے وہاں دیر ہو گئی طرفین کے ما بین چند سوال و جواب ہوئے اس کے بعد قاضی القضاۃ نے فیصلہ سنایا کہ ابن زریاب کا یہ وقت مسلمانوں کی خدمت کے لئے مقرر تھا جس کی یہ تنخواہ لیتے ہیں اس وقت میں وہ شادی کی تقریب میں گئے تھے جس کی بناء پر انہوں نے ایک دینی فریضہ کی ادائیگی میں کوتاہی کی ہے اس لئے انہیں قید کی سزا دی جاتی ہے اور ابن زریاب جیل خانہ بھیج دیئے گئے عصر کی نماز کے بعد جیل خانہ کے داروغہ ابن زریاب کا معذرت نامہ لے کر حاضر ہوا جس میں اس کا عہد تھا کہ اب وہ کوتاہی نہیں کریں گے خواہ کتنا ہی ضروری کام ہو۔ قاضی صاحب کے دونوں ساتھیوں ابن البنا اور ابن اللبابہ نے کہا کہ اتنی سزا کافی ہے اب ان کی رہائی کا حکم دے دیا جائے تو قاضی صاحب نے حکم دیا کہ عشاء کی نماز کے بعد ابن زریاب کو رہا کر دیا جائے اس واقعہ کے بعد ابن مسکین کے ۹ سالہ عہدہ قضاء کی مدت میں کوئی کوتاہی اور خلاف ورزی نہیں ہوئی امیر ابن الاغلب نے بھی اپنا وعدہ پورا کیا اور کبھی کوئی مداخلت نہیں کی۔ قاضی عیسیٰ بن مسکین نے حکومت امیر اور بیت المال سے بطور تنخواہ و معاوضہ کا ایک درہم بھی نہ لیا ان کے گھر سے جو کا آٹا اور سبزی آتی تھی وہ خود کھانا پکاتے اور کھاتے تھے نو برس کے دوران صرف ایک بار انجیر اور ایک بار خربوزہ تناول کیا ان کے ایک معاون ابن دریوس بیان کرتے ہیں کہ وہ قاضی صاحب سے ملاقات کے لئے ایک جمعہ کو حاضر ہوئے دروازہ پر دستک دی تو انہوں نے ایک پٹ کھولا تو میں نے دیکھا کہ وہ صرف لنگی پہنے ہوئے ہیں اور اپنے کپڑے خود دھو رہے ہیں دریافت کیا کہ کس کام سے آئے ہو میں نے کہا صرف ملاقات کے لئے لیکن آپ مشغول ہیں تو لایئے میں پانی ڈال دیتا ہوں آپ دھویئے یا میں دھوؤں آپ پانی ڈالیں قاضی صاحب نے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس اور کوئی کام نہیں ہے؟ اور دروازہ بند کر کے اپنے کام میں منہمک ہو گئے میں واپس چلا آیا' اسی اعلیٰ کردار کی بناء پر قاضی ابن مسکین بے حد مقبول اور لائق صد احترام تھے۔

اسلام اور جھوٹے مدعیانِ نبوت

از۔ حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمتہ اللہ علیہ

عاشقان درہم و دینار اور شیفتگان جاہ و اقتدار نے جب یہ دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا آفتاب آسمان دنیا پر چمک رہا ہے تو یہ نادان یہ سمجھے کہ جو شخص نبوت و رسالت کا دعویٰ کرے تو اس کو بھی ایسا ہی عروج حاصل ہو سکتا ہے چنانچہ حضور پر نورؐ کی آخری زندگی میں کچھ لوگوں نے نبوت کے دعوے کئے جن میں ایک اسود عنسی تھا اور ایک مسیلمہ کذاب تھا۔ حضور پر نورؐ نے دونوں کے قتل کے لئے قاصد روانہ کئے۔ اسود عنسی تو آپ کی وفات سے تین چار روز قبل مارا گیا اور واصل جہنم ہوا اور مسیلمہ کذاب صدیق اکبرؓ کے عہد خلافت میں قتل کیا گیا۔

اس کے بعد جوں جوں زمانہ گزرتا گیا مدعیان نبوت ظاہر ہوتے رہے اور بہ فتوائے علماء اور بحکم سلاطین و خلفاء ہمیشہ ہمیشہ قتل ہوتے رہے۔ کچھ عرصہ بعد مدعیان نبوت نے ایک نیا طریقہ اختیار کیا کہ دعویٰ نبوت کے ساتھ یہ بھی اعلان کیا کہ ہم مسلمان ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل اور بروز ہیں تاکہ مسلمان اسلام کے نام سے ان کے جال میں پھنس سکیں۔ مگر بحمد اللہ کوئی افسوں نہیں چل سکا اور کسی نے ان مدعیان نبوت اور ان کے پیروں کو مسلمان یا اسلامی فرقہ نہیں سمجھا کیونکہ دعوائے نبوت کے ساتھ اسلام جمع نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہر زمانہ میں اسلامی حکومت نے مدعیان نبوت کا سر قلم کیا۔ انہیں مدعیان نبوت میں ایک مرزا علی محمد باب اور بہاء اللہ بھی گزرے ہیں جنہوں نے قسم قسم کے دعوے کئے اور کیفر کردار کو پہنچے۔

بالآخر اس چودھویں صدی میں مرزا غلام ظاہر ہوا۔ اس نے یہ کمال دکھایا کہ بارہ صدی میں جس قدر مدعیان نبوت اور مدعیان مسیحیت اور مدعیان مہدویت گزرے تھے ان سب کے دعوے جمع کئے جن کی تعداد تقریباً" سو ہے تاکہ گزشتہ مدعیان نبوت کے کفریات میں سے کوئی کفر ایسا باقی نہ رہ جائے جو مرزائے قادیان میں نہ پایا جائے۔

ہم مختصراً" وہ دعاوی ہدیہ ناظرین کرتے ہیں تاکہ ناظرین خود فیصلہ کر لیں کہ کیا اس قسم کا مدعی مسلمان ہو سکتا ہے اور کیا ایسے دجال و دقال کو اور اس کی امت کو اسلامی فرقہ

تصور کیا جا سکتا ہے۔ حاشا وکلا، مرزا تو تیرہ صدی کے کفریات کا مجموعہ تھا۔

مرزائے قادیان ابتداء میں اپنے آپ کو مبلغ اسلام کہتا تھا اور بزرگوں کے طریقہ پر لوگوں کو مرید کرتا تھا۔ ۱۹۰۱ء میں اس نے محمد ثانی اور احمد ثانی کا دلخراش دعویٰ شروع کر اور عجیب عجیب طرح سے عقائد اسلامیہ میں تحریف شروع کی اور اپنے خیالات کا نام اسلام جدید رکھا اور عجیب عجیب دعوے کئے جو ناظرین کے سامنے پیش ہیں۔

مرزائے قادیان کی لن ترانیاں

۱۔ مجدد ہوں۔
۲۔ محدث من اللہ ہوں۔
۳۔ مثیل مسیح ہوں۔
۴۔ امام الزماں ہوں۔
۵۔ مریم ہوں۔
۶۔ مسیح موعود ہوں۔
۷۔ حامل وحی ہوں۔
۸۔ مہدی ہوں۔
۹۔ حارث موعود ہوں۔
۱۰۔ رجل فارسی ہوں۔
۱۱۔ سلمان ہوں۔
۱۲۔ چینی الاصل ہوں۔
۱۳۔ خاتم الانبیاء ہوں۔
۱۴۔ خاتم الاولیاء ہوں۔
۱۵۔ خاتم الخلفاء ہوں۔
۱۶۔ حسین سے بہتر ہوں۔
۱۷۔ حسنین سے افضل ہوں۔
۱۸۔ مسیح بن مریم سے بہتر ہوں۔
۱۹۔ یسوع کا ایلچی ہوں۔
۲۰۔ رسول ہوں۔
۲۱۔ مظہر خدا ہوں۔
۲۲۔ خدا ہوں۔
۲۳۔ خالق ہوں۔
۲۴۔ نطفہ خدا ہوں۔
۲۵۔ خدا کا بیٹا ہوں۔
۲۶۔ میں خدا سے ظاہر ہوا ہوں۔
۲۷۔ تشبیھی خدا ہوں۔
۲۸۔ آدم ہوں۔
۲۹۔ شیث ہوں۔
۳۰۔ نوح ہوں۔
۳۱۔ ابراہیم ہوں۔
۳۲۔ اسحاق ہوں۔
۳۳۔ اسماعیل ہوں۔
۳۴۔ یعقوب ہوں۔
۳۵۔ یوسف۔
۳۶۔ یوسف ہوں۔
۳۷۔ داؤد ہوں۔
۳۸۔ عیسیٰ ہوں۔
۳۹۔ آنحضرتؐ کا مظہر اتم ہوں۔
۴۰۔ مسیح ہوں۔
۴۱۔ ظلی طور پر محمدؐ اور احمدؐ ہوں۔
۴۲۔ تمام انبیاء سے افضل ہوں۔
۴۳۔ ذوالقرنین ہوں۔
۴۴۔ احمد مختارؐ ہوں۔
۴۵۔ بشارت اسمہ احمدؐ کا مصداق ہوں۔
۴۶۔ میکائیل ہوں۔
۴۷۔ بیت اللہ ہوں۔
۴۸۔ حجر اسود ہوں۔
۴۹۔ کلنکی اوتار ہوں۔
۵۰۔ رودر گوپال ہوں یعنی آریوں کا بادشاہ ہوں۔
۵۱۔ شیر ہوں۔
۵۲۔ شمس ہوں۔
۵۳۔ قمر ہوں۔
۵۴۔ صاحب اختیارات کن فیکون ہوں۔
۵۵۔ کاسر الصلیب ہوں۔
۵۶۔ امن کا شہزادہ ہوں۔
۵۷۔ جری اللہ ہوں۔
۵۸۔ برہمن اوتار ہوں۔
۵۹۔ اشجع الناس ہوں۔
۶۰۔ معجون مرکب ہوں۔
۶۱۔ داعی الی اللہ ہوں۔
۶۲۔ سراج منیر ہوں۔
۶۳۔ متوکل ہوں۔
۶۴۔ آسمان اور زمین میرے ساتھ ہیں۔
۶۵۔ وجیہ حضرت باری ہوں۔
۶۶۔ زائد المجد ہوں۔
۶۷۔ محی الدین ہوں۔
۶۸۔ مقیم الشریعت ہوں۔
۶۹۔ منصور ہوں۔
۷۰۔ مراد اللہ ہوں۔
۷۱۔ اللہ کا محمود ہوں یعنی اللہ میری تعریف کرتا ہے۔
۷۲۔ نور اللہ ہوں۔
۷۳۔ رحمت اللعالمین ہوں۔
۷۴۔ نذیر ہوں۔
۷۵۔ منتخب کائنات ہوں۔
۷۶۔ خدا مجھ سے قریب ہو کر باتیں کرتا ہے۔
۷۷۔ خدا مجھ سے باتیں کرنے کے وقت منہ سے پردہ اٹھا دیتا ہے۔ ۷۸۔ خدا مجھ سے ملتے کرتا ہے۔
۷۹۔ یاایہا المدثر۔ ۸۰۔ یرفع اللہ ذکرک۔
۸۱۔ تیرے اگلے پچھلے گناہوں کی مغفرت ہو گئی۔
۸۲۔ انا فتحنا لک فتحا مبینا۔
۸۳۔ اعمل ماشئت یعنی جو جی چاہے کر۔
۸۴۔ یا احمد انا اعطینٰک الکوثر۔
۸۵۔ لولاک لما خلقت الافلاک۔
۸۶۔ تو میری اولاد کے ہم مرتبہ ہے۔
۸۷۔ تو اشجع الناس ہے۔
۸۸۔ عرش پر خدا تیری حمد کرتا ہے۔
۸۹۔ میرے مسیح ہونے کا سارا قرآن مصدق ہے اور تمام احادیث صحیحہ شاہد ہیں۔
۹۰۔ وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین۔

ناظرین کرام! غور فرمائیں کہ جو شخص کھلے طور پر اپنے آپ کو۔

۱۔ نبی اور رسول کہتا ہو۔
۲۔ اور وحی اور نبوت کا مدعی ہو۔
۳۔ اور اپنے آپ کو محمد ثانی اور احمد ثانی کہتا ہو۔
۴۔ اور قرآن کریم کی جو آیتیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازل ہوئی ہیں' ان کے متعلق یہ کہتا ہو کہ یہ آیتیں میرے بارے میں ہیں۔
۵۔ اور یہ کہتا ہو کہ میں تمام پیغمبروں سے افضل ہوں۔
۶۔ اور پیغمبروں کی نقلیں اتارتا ہو اور یہ کہتا ہو کہ میرا کلام اور میری وحی بھی قرآن کی طرح معجزہ ہے۔
۷۔ اور میرے معجزے تمام انبیاء کے معجزوں سے بڑھ کر ہیں۔
۸۔ اور میرا منکر کافر اور مردود ہے اور دوزخی اور جہنمی ہے۔
۹۔ اور میرے فعل پر اعتراض کفر ہے۔
۱۰۔ جو میری مخالفت کرے یا میری نبوت کو نہ مانے یا اس میں تردد کرے تو وہ دوزخی ہے۔ کل مسلمان جو میرا اقرار نہیں کرتے سب اسلام سے خارج ہیں وغیرہ وغیرہ فتلک عشرۃ کاملۃ۔

ادنیٰ عقل والا سمجھ سکتا ہے کہ ایسا شخص جو اس قسم کے دعوے کرتا ہو وہ بلاشبہ بے مثال دجال نقال ہے اور جو دجال کے پیروں کو مسلمان سمجھے وہ بھی مسلمان نہیں رہتا۔

اے مسلمانو! خدارا اسلام کی حفاظت کرو۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نہ باید داد دست

فاطر السموات والارض انت ولی فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصلحین۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد و علی الہ و اصحابہ اجمعین و علینا معہم یا ارحم الراحمین و یا اکرم الاکرمین۔

(بشکریہ "البلاغ" کراچی ستمبر ۱۹۹۰ء)

نقطہ نظر

مشہور ناول نگار' جناب اشتیاق احمد اور قادیانی

تحریر: محمد امجد ڈھڈی جھنگ صدر

ہمارے دوست جناب اشتیاق احمد صاحب رانا جھنگ ایک ناول نگار کی حیثیت سے خاصے متعارف ہیں۔ انہوں نے اپنے ناولوں کو بالکل جدید انداز میں پیش کیا ہے اور چونکہ ان ناولوں کے ذریعہ قادیانیت کے بھی بخیے ادھیڑے جاتے ہیں اس لئے قادیانی قلمکار اس انداز ناول نگاری پر بہت بھنائے ہوئے ہیں۔

پچھلے دنوں کسی قادیانی یا نیم قادیانی قلمکار نے جناب اشتیاق احمد صاحب کے خلاف پشاور سے شائع ہونے والے اخبار میں اپنے دل کی خوب بھڑاس نکالی حالانکہ اشتیاق صاحب نے وہی انداز اختیار کیا ہے جو قادیانی' مرزا قادیانی کو سچا ثابت کرنے کے لئے اختیار کرتے ہیں۔ اس میں عیب کی کونسی بات ہوئی؟ قادیانیت کی اصل حقیقت سے پردہ اٹھانے کے لئے جو بھی طریقہ اختیار کیا جائے وہ صحیح ہے۔ قادیانیت ایک فریب ہے' دجل ہے اور سراسر مکر ہے۔ اس فریب' دجل اور مکر کو عوام کے سامنے لانا وہ بھی جدید انداز میں تاکہ تھوڑا پڑھا لکھا بھی اسے آسانی کے ساتھ سمجھ لے بالکل درست ہے۔ بہرحال پشاور کے اخبار میں جس قادیانی یا نیم قادیانی نے جناب اشتیاق صاحب پر جو تنقید کی ہے' ذیل کے مضمون میں اسی کا جواب دیا گیا ہے چونکہ ناول پھر بھی ناول ہی ہوتا ہے' اس لئے ہم اس مضمون کو نقطہ نظر کے عنوان سے شائع کر رہے ہیں۔ (حنیف ندیم)

کہانی سننا انسانی فطرت ہے' اسی فطرت کے پیش نظر انسان نے مختلف لوک کہانیاں تخلیق کیں' جنہیں نہایت ذوق و شوق سے سنا جاتا ہے۔ الف لیلہ' لیلیٰ مجنوں' ہیر وارث شاہ' داستان امیر حمزہ یہ وہ کہانیاں ہیں جو سینہ بہ سینہ منتقل ہوتی رہیں اور اب کتابی شکل میں ہمارے سامنے ہیں۔ پرانے دور کی بوڑھی عورتیں رات کے وقت اپنے بچوں کو کہانی سنایا کرتی تھیں۔ جس دن بوڑھی دادی اماں کہانی نہ سناتی بچے ضد کر کے سنا کرتے۔ ہر شخص کے اندر اب بھی ویسا ہی بچہ چھپا ہوا ہے جو کہانی سننے کے رسیا تھے۔ اسی کہانی سننے کے شوق نے ڈائجسٹوں' ناولوں' میگزینز کو متعارف کرایا۔ اب مارکیٹ میں سینکڑوں قسم کی کتابیں ملتی ہیں جن میں جاسوسی' رومانی' جنات وغیرہ کی کہانیاں ہوتی ہیں چونکہ کتابیں زیادہ تعداد میں چھپنے لگیں لہٰذا کتابوں کو موضوعات کے لحاظ سے تقسیم کر دیا گیا تاکہ ہر شخص کو اپنی پسند کی کتاب ڈھونڈنے میں آسانی ہو۔ آج کل جاسوسی' رومانی ناول عام مل جاتے ہیں۔ جاسوسی ناولوں کو ادیب ٹائپ لوگ پسند نہیں کرتے ان کا موقف یہ ہے کہ ایسی کتابیں اردو ادب کا حصہ نہیں ہیں۔ وہ اردو ادب میں گھسے پٹے موضوعات پر لکھے گئے افسانوں کو شمار کرتے ہیں یا ان کے نزدیک اردو ادب کا حصہ وہ ادق ترین کتابیں ہیں جو سرکاری لائبریریوں کی زینت نہیں جن کو مہینے میں ایک بار جھاڑ پونچھ کر دوبارہ سجا دیا جاتا ہے۔ ادب کے یہ ٹھیکیدار جاسوسی ادب کے متعلق یہ اظہار خیال کرتے ہیں کہ اس سے جرائم میں اضافہ ہوتا ہے' آدمی تخیل پسند ہو جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن اگر ہم حقیقت کی نظر سے دیکھیں تو جاسوسی ادب میں نئی نئی معلومات اور حب الوطنی کا درس ہوتا ہے۔ جرائم میں اضافہ والے الزام کے جواب میں ایشیا کے عظیم جاسوسی ناول نگار مرحوم ابن صفی نے اپنے ایک ناول کے "پیشرس" میں لکھا تھا کہ ہابیل اور قابیل کی لڑائی سے پہلے کوئی جاسوسی ناول نہیں لکھا گیا تھا' پھر وہ لڑائی کیوں ہوئی۔ مرحوم ابن صفی وضاحت کرتے ہیں کہ جرائم میں اضافہ لٹریچر پڑھنے سے نہیں بلکہ دوسری معاشرتی برائیوں اور سیاسی بدحالی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ میں بھی یہی کہتا ہوں کہ اگر معاشی انصاف مہیا کر دیا جائے تو جرائم کا خاتمہ ممکن ہو سکتا ہے۔

اس ساری تمہید کا مطلب یہ ہے کہ روزنامہ "فرنٹیئر پوسٹ" میں بلال حسن منٹو صاحب نے "مقامی سلمان رشدی" کے عنوان سے بچوں کے مشہور و معروف ناول نگار اشتیاق احمد کے خلاف مضمون لکھا ہے۔ فاضل مضمون نگار نے مضمون کے شروع میں ادب کے ٹھیکیداروں کے انہی الزامات کو دہرایا ہے کہ جاسوسی ناولوں سے تشدد اور مار کٹائی میں اضافہ ہوتا ہے نیز یہ کہ اشتیاق احمد کے ناول تخیل پسندی تشدد اور مار کٹائی پر مشتمل ہوتے ہیں۔

جہاں تک تخیل پسندی کا تعلق ہے وہ اس حد تک تو جزوی طور پر درست ہے کہ کہانی ذہنی تخلیق ہوتی ہے اور اس میں حالات و واقعات کو معمولی مافوق الفطرت انداز میں پیش کیا جاتا ہے لیکن کیا یہ سب کچھ فرضی ہوتا ہے؟ گر حقیقت میں تعصب کی عینک اتار کر بصیرت کی آنکھوں سے دیکھا جائے تو اشتیاق احمد کے ہر ناول میں جذبہ حب الوطنی' دینی اخلاق و معلومات اور یہود و ہنود کی اسلام و ملک دشمن سرگرمیوں کو بے نقاب کیا جاتا ہے۔ ابھی حال ہی میں اشتیاق احمد نے خاص نمبر "یوتا پر حملہ" لکھا جس میں اسلام دشمن طاقتوں کی طرف سے چاند کو اڑانے کا منصوبہ بنایا جاتا ہے۔ بنیاد یہ بنائی جاتی ہے کہ چونکہ مسلمان اپنے مذہبی تہوار چاند کے حساب سے مناتے ہیں لہٰذا چاند ہی کو ختم کر کے مسلمانوں کے مذہبی تہوار اور روزے' حج وغیرہ کا حساب مکمل طور پر تباہ کیا جا سکتا ہے۔ اس ناول میں اشتیاق احمد کے کردار انسپکٹر جمشید' انسپکٹر کامران مرزا اور شوکی برادرز اس سازش کو ناکام بناتے ہیں۔ چند دنوں بعد اخبارات میں درج اس خبر نے اشتیاق احمد کے قارئین کو سخت حیرت زدہ کر دیا کہ یورپی سائنس دانوں کے مطابق چاند ایک طرف کو جھک گیا ہے جس سے زمین کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے لہٰذا چاند کو میزائلوں سے اڑا دیا جائے گا۔ یہ ایک مثال ہے اشتیاق احمد کے ناولوں میں سے کہ کس قدر گہری اسلام اور ملک دشمن سازش کو قبل از وقت ناول کے ذریعے طشت ازبام کیا گیا۔

مضمون کے اگلے صفحہ پر واضح ہوتا ہے کہ فاضل مضمون نگار نے اشتیاق احمد کے خلاف دل کا غبار کیوں نکالا ہے۔ وہ وجہ یہ ہے کہ اشتیاق احمد' احمدیوں (قادیانیوں) اور عیسائیوں کے خلاف ناولوں میں لکھ رہے ہیں۔ اس کا مضمون نگار کو سخت غصہ ہے' نہ جانے مضمون نگار قادیانی ہیں یا عیسائی...... اور اگر ان دونوں کی بجائے وہ مسلمان ہیں تو یہ مدعی سست اور گواہ چست والی مثال ہے۔ بلال حسن منٹو صاحب اپنی بات کی وضاحت کے لئے اشتیاق احمد کے ناول "آستین کے سانپ" کی درج ذیل عبارت پیش کرتے ہیں۔

"میں جانتا ہوں' تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ یہی نہ کہ پہلے ہی مرزائی (احمدی) فوج میں قبضہ کر چکے ہیں اور ملک کو خطرے میں ڈال رہے ہیں' اب عیسائیوں کو بھی فوج میں داخل کیا جا رہا ہے اور اب عیسائی ہمارے ملک میں اپنے مذہب کی تبلیغ کر رہے ہیں' لیکن میں کچھ نہیں کر سکتا کیونکہ میرے اوپر سخت دباؤ ہے۔" یہ جملے انسپکٹر جمشید کے اس سوال کے جواب میں صدر نے کہے کہ فوج میں کافروں کو کیوں داخل کیا جا رہا ہے۔

مضمون نگار کو اس عبارت میں شر انگیزی نظر آئی ہے اور اس بنا پر مضمون نگار نے اشتیاق احمد کو "لوکل رشدی" کا خطاب دے دیا ہے۔ شاید مضمون نگار کی نظر میں سلمان ملعون رشدی کی کتاب کے اقتباس نہیں گزرے یا شاید جان بوجھ کر مضمون نگار ایک ملعون کا نام استعمال

کرکے اشتیاق احمد کو بدنام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جہاں تک قادیانیوں کو فوج میں بھرتی کرنے کا سوال ہے تو یہ حکومت پاکستان کا نہایت ہی خطرناک اقدام ہے۔ مسلمان ملک کی فوج جہاد کے لئے ہوتی ہے لیکن جس شخص کے مذہب میں جہاد حرام ہو تو وہ فوج میں کیسے بھرتی کیا جاسکتا ہے میں بڑے دعوے سے کہتا ہوں کہ قادیانیوں کے نزدیک جہاد بالکل حرام ہے اور اس دعویٰ کی دلیل میں قادیانیوں کے نبی مرزا غلام احمد قادیانی کی اس کے ذریعے پیش کروں گا۔

"آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا' خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ اس نبی کریمؐ کی نافرمانی کرتا ہے۔"

(خطبہ الہامیہ مترجم صفحہ ۱۸'۲۰)

ایک اور جگہ مرزا غلام قادیانی لکھتا ہے۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
دشمن ہے خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۹)

ان اقتباسات کو پڑھ کر غور کیجئے کہ جس شخص کے یہ عقائد ہوں کہ جہاد حرام ہے تو اسے فوج میں کیوں بھرتی کیا جائے۔ قادیانیوں کو فوج میں بھرتی کرنے والے سخت غلطی پر ہیں۔ قادیانی' پاکستان سے زیادہ امریکہ' اسرائیل اور بھارت کے وفادار ہیں۔ سابقہ قادیانی سربراہوں کے بیانات اس بات پر شاہد ہیں کہ قادیانیوں کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ پاکستان ختم ہو جائے۔ قیام پاکستان کا وقت ہو یا مسئلہ کشمیر ہو' ۱۹۶۵ء کی جنگ ہو یا سقوط مشرقی پاکستان' سندھ کے لسانی فسادات ہوں یا پنجاب کے فرقہ وارانہ فسادات ہوں' قادیانی ہر جگہ ملوث ہیں اور اپنی ان ملک دشمن سرگرمیوں سے دن رات ملک کی جڑیں کاٹنے میں مصروف ہیں۔ مسلمان صحافی' رائٹر' دانشور' یہودی پروپیگنڈہ' قادیانی لابی کی نام نہاد مظلومیت سن کر قادیانی ہمدردی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ یہ سب کچھ اگر نادانستگی میں کیا جارہا ہے تو قابل معافی ہے اور اگر یہ سب کچھ جان بوجھ کر کیا جارہا ہے تو ایسے صحافی قابل مذمت ہیں۔ ایسے دانشور بے ضمیر ہیں' ایسے کالم نگار قلم فروش ہیں جو قادیانیوں کو مظلوم بنا کر پیش کر رہے ہیں۔ تحفظ حقوق انسانی کے نام پر کام کرنے والی یہودی تنظیمیں جنہیں کشمیر میں مسلمان ذبح ہوتا ہوا نظر نہیں آتا' ہندوستان میں مسلم کش فسادات نظر نہیں آتے۔ ان یہودی تنظیموں کو فلسطین کے وہ مظلوم نظر نہیں آتے جو گزشتہ چالیس سال سے کیمپوں میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان تحفظ حقوق انسانی کی علمبردار تنظیموں کو بوسنیا کے مسلمانوں کی چیخیں سنائی نہیں دیتیں۔ بھارت' اسرائیل اور سربیائی درندوں کا وہ ظلم و تشدد نظر نہیں آتا جو وہ مظلوم مسلمانوں پر ڈھا رہے ہیں۔ لیکن انہیں پاکستان سے خود بھاگ کر فرانس' ناروے' بھارت' انگلینڈ میں جابسنے والے قادیانی مظلوم نظر آتے ہیں۔ قادیانی صرف اس لئے مظلوم نظر آتے ہیں کیونکہ یہ انگریز کے ایجنٹ ہیں۔ قادیانی پاکستان میں اسرائیل کی موساد' بھارت کی راء' امریکہ کی سی آئی اے

حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی زید مجدھم کے اصلاحی بیانات

و مجالس ذکر کے پروگرام

شیخ طریقت قدوۃ العلماء حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتھم خلیفہ ارشد قطب الارشاد حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا قدس سرہ و خلیفہ مجاز عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی نور اللہ مرقدہ اور نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مجالس ذکر و اصلاحی بیانات کے پروگرام حسب ذیل ہیں۔

ہفتہ وار مجالس

(۱) ہر جمعہ کو بعد نماز عصر دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پرانی نمائش کراچی۔
(۲) ہر پیر کو بعد نماز عصر مدرسہ معارف العلوم پاپوش نگر چاندنی چوک ناظم آباد نمبر ۵ (شاخ جامعہ علوم اسلامیہ)
(۳) ہر جمعرات کو بعد نماز عصر جامع مسجد فلاح دستگیر ایف بی ایریا بلاک ۱۶ عزیز آباد اسٹاپ۔

ماہانہ مجالس

(۱) ہر انگریزی ماہ کے پہلے جمعہ کو بعد نماز عصر بر مکان حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی قدس سرہ (مکان ای ۶۵ بلاک ایف نارتھ ناظم آباد)
(۲) ہر انگریزی ماہ کے پہلے ہفتہ کو بعد نماز عصر جامع مسجد حنفیہ جناح اسکوائر ملیر کراچی۔
(۳) ہر انگریزی ماہ کے دوسرے ہفتہ کو بعد نماز عصر جامعہ یوسفیہ بنوریہ شرف آباد کراچی۔
(۴) ہر انگریزی ماہ کے تیسرے ہفتہ کو بعد نماز عصر جامع مسجد مریم علامہ اقبال روڈ منظور کالونی کراچی۔
(۵) ہر انگریزی ماہ کے چوتھے ہفتہ کو بعد نماز عصر جامعہ عثمانیہ معین آباد لانڈھی کراچی۔
(۶) ہر انگریزی ماہ کے پہلے بدھ کو بعد نماز عصر جامعہ بنوریہ سائٹ ایریا کراچی۔

کے ایجنٹ ہیں اور اپنے تعلقات کی بنا پر قادیانی یہود و ہنود کی مسلسل خدمت کر رہے ہیں۔ چند بے ضمیر صحافیوں کو خرید کر اپنی حمایت میں مضامین شائع کروا رہے ہیں اور جو کوئی ان کے خلاف قلم اٹھاتا ہے اس کی کردار کشی کے لئے باقاعدہ مہم شروع کر دی جاتی ہے۔ جس کی تازہ مثال اشتیاق احمد کے خلاف شروع کی گئی مہم ہے۔ جس میں ابتدائی طور پر ایک انگریزی اخبار کا انتخاب کیا گیا بعد میں اس مضمون کو اردو میں نقل کرکے رسالوں میں شائع کیا گیا۔ اشتیاق احمد کا قصور صرف یہ ہے کہ وہ پاکستان کے نونہالوں کو اسلام دشمن' ملک دشمن' سماج دشمن سرگرمیوں سے آگاہ کرتا ہے۔ اشتیاق احمد اس راز سے بھی پردہ اٹھاتا ہے کہ یہود و ہنود کے آلہ کار پاکستان میں کون ہیں وہ کون بدبخت ہیں جو اسلام اور پاکستان دشمنی میں حد سے آگے بڑھ گئے ہیں جو دشمنوں سے ساز باز کرکے پاکستان کو مٹانے کے درپے ہیں۔

اشتیاق احمد نونہالان وطن کے ذہن میں حب الوطنی کے جذبات اجاگر کر رہا ہے۔ اسلام و ملک دشمن طبقہ اشتیاق احمد سے اس لئے نالاں ہے کہ وہ اسلام کی سچی تصویر پیش کرکے ہمارا مکروہ چہرہ کیوں ننگا کر رہا ہے۔

آئین کے ادھورے حوالے دینے والے شاید دوسرے کو کورا سمجھتے ہیں۔ شاید انہوں نے ۲۹۸سی اور ۲۹۵ شق نہیں پڑھی جس میں شعائر اسلامی استعمال کرنے پر غیر مسلموں کو سزائے موت تک دی جاسکتی ہے۔ بے ضمیر قلمکار قادیانیت نوازی میں اس حد تک آگے بڑھ گئے ہیں کہ اپنا دین ایمان فروخت کر بیٹھے ہیں۔ شاید اسی لئے اب ان قلمکاروں کا رخ اشتیاق احمد کی طرف ہو گیا ہے کیونکہ اشتیاق احمد قادیانیوں اور عیسائیوں کے خلاف بلکہ یوں کہہ لیجئے کہ مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے اپنا قلم استعمال کر رہا ہے۔ اگر کوئی صحافی قلمکار' ناول نگار' دانشور اپنا قلم' اپنی سوچ کو چند کھنکتے ہوئے سکوں کے عوض گروی رکھ دے تو اسے چاہئے کہ وہ ڈوب مرے۔

—o—o—

سے آشنا ہم نے جسے طرز تکلم سے کیا — اس حریف بے زباں کی گفتاری بھی تو دیکھ

فرقہ واریت کا الزام اور حقائق

آخری قسط

کیا فرقہ واریت آج کی پیداوار ہے؟

فیصل آباد کے ایک جج کی علماء کرام کے خلاف ہرزہ سرائی اور اس کا جواب

تحریر: مولانا ابو یوسف قریشی حضرو، اٹک

اس بات سے انکار نہیں کہ اگر کسی عالم دین یا آزاد منش اور جذبات وارفتہ شاعر نے کسی اچھے لفظ سے جناب بھٹو کو یاد کر لیا ہو تو اس میں کوئی قباحت بھی نظر نہیں آتی۔ یہ بھی ان کی عالی ظرفی' وسعت قلبی یا خوش فہمی کی دلیل ہے۔ گو ہمارا اس سے اختلاف ہے۔ اس کارنامے کا سہرا ان علمائے نامدار کے سروں پر سجتا ہے۔ جنہوں نے رات دن ایک کرکے مسلمانوں کی خوابیدہ روحوں کو بیدار کیا۔ جناب بھٹو صاحب مسئلہ حل کرتے وقت تحریک ختم نبوت کے ساتھ مخلص تھے اور نہ ہی بعد میں۔ جناب بھٹو صاحب کا اس تحریک کی کامیابی کے بعد اس وقت کے قادیانیت کے پوپ مرزا ناصر سے خفیہ ملاقات کرنا اور اس کو یہ یقین دلانا کہ "میری کارروائی صرف کاغذوں تک ہی محدود ہے۔ آپ کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہوگی لہذا آپ کو متفکر ہونے کی ضرورت نہیں۔" یہی وجہ ہے کہ اس کے بعد مرزائیت کے لئے جناب بھٹو صاحب کی زبان پر تالے لگ گئے اور یہ ظاہر ہے کہ ان کی زبان پر یہ تالہ امریکی لابی نے لگایا تھا یا کسی اور دشمن اسلام لابی نے اور جناب بھٹو صاحب نے بعد میں اپنے ہی نافذ کردہ قانون کے تقاضوں کی مٹی پلید کرکے رکھ دی۔ جناب صدیقی صاحب کو یہ لکھتے ہوئے شرم نہیں آئی کہ علمائے دین نے بھٹو صاحب کو محافظ ختم نبوت کہا اور بعد میں جنرل محمد ضیاء الحق شہید مرحوم کو امیرالمومنین کہا۔ صدیقی صاحب کے اندر کچھ بھی غیرت کی رمق ہے تو اس عالم دین کا نام لیں جس نے جناب بھٹو صاحب کو محافظ ختم نبوت کہا اور جنرل مرحوم کو امیرالمومنین کہا تاکہ صدیقی صاحب کے اس انکشاف لاجواب سے ہماری معلومات میں اضافہ ہو۔ محافظ ختم نبوت صرف اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ہے۔ ہاں ظاہری اسباب کا درجہ اور ہے۔ جناب بھٹو صاحب کے بارے میں تو ہم کچھ کہنے سے معذور ہیں۔ لیکن غازی و شہید جنرل مرحوم ایک سچے مسلمان' سچائیوں کے جذبوں کے مسلمان' منکسر المزاج اور ملنسار طبیعت کے مالک تھے۔ راقم الحروف کو ان کی ملاقات کا تین دفعہ شرف حاصل ہوا۔ یہ حقیقت چشم دید ہے کہ علمائے کرام کو دیکھ کر ان کی آنکھیں بچھ جاتی تھیں اور ہر ایک عالم دین سے بعد منت و سماجت اور لجاجت و الحاح سے دعا کی درخواست کرتے تھے جو اللہ تعالیٰ کا اس قدر عاجز اور منکسر المزاج بندہ ہو کیا وہ علمائے کرام سے امیرالمومنین کا لفظ برداشت کر سکتا ہے جبکہ علمائے کرام بھی ایسے ہوں جو خوشامد کی ابجد سے ہی واقف نہ ہوں اور جناب صدیقی صاحب کی طرح ان کا سالوسان حکومت سے بھی کوئی واسطہ نہ ہو۔ اگر جناب صدیقی صاحب کے اندر غیرت تھی اور ان کو اتنا حق گوئی کا ہیضہ تھا کہ وہ اپنے لئے مرزا قادیانی کی موت کا منظر دیکھنا چاہتے تھے تو ان کو یہ ہیضہ جنرل مرحوم کے گیارہ سالہ دور کے اندر ہونا چاہئے تھا۔ اس وقت تو سالوسان حکومت کی طرح دم سادھے رہے اور کوڑوں کی ضرب اللّٰھی کے خوف سے اندر ہی اندر مرغ بسمل کی طرح تڑپتے اور کرباکیوں سے سسکتے رہے اور آج میدان کو خالی سمجھ کر علمائے دین کے ساتھ بتاعلن و تحاسد کی غلاظت کا "توبرا" منہ پر چڑھا کر میدان میں اتر آئے تو واقعی صدیقی صاحب داد و دہش اور خراج تحسین کے مستحق ہیں۔

کاف مسلوکی فاضحی مالکی

ان ھذا من اعا جیب الزمن

یعنی۔ "کل جو لونڈے کے لونڈے تھے۔ آج مالک بن بیٹھے۔"

یہ زمانہ کی عجیب طلسم کاریاں ہیں کہ باوجود مالک بننے کے ذہنیت اب بھی پاپی لونڈوں والی ہے۔ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ جناب بھٹو صاحب کے اندر علمائے دین کے خلاف لاوا موجود تھا۔ وہ صدیقی صاحب کے سینہ میں منتقل کر گئے ہیں تاکہ موقع دیکھ کر علمائے دین پر ہتھوڑے کی کارگر ضرب لگائی جاسکے اور بزعم خویش لگادی اور اس بھٹو صاحب کا حق نمک ادا کردیا۔ جس نے پھانسی کی کال کوٹھڑی کی آخری بہاروں میں کہا تھا۔

I do not want Molvee's death.

چونکہ قید تنہائی میں داڑھی کا سبزہ ذرا بڑھ گیا تھا تو حجام کو بلوانے اور داڑھی منڈھانے کے لئے اپنی زندگی کی آخری ہچکی میں بھی صدیقی صاحب کے مضمون کی طرح علمائے دین کے خلاف اپنے خبث باطنی کے چھینٹے مندرجہ بالا الفاظ میں اڑائے اور علمائے دین کی سفید چادر کو داغدار کرنے کی کوشش کی کہ میں مولویوں کی موت نہیں مرنا چاہتا۔

خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

مجنوں سے کسی نے کہا کہ زمین پر نقشے کیا ابھار رہے ہو۔ کہنے لگا۔

گفت مشق نام لیلیٰ مے کنم
خاطر خودار تسلی مے کنم

اگر صدیقی صاحب مجنوں کی جگہ ہوتے تو یہ ان الفاظ میں میلائے بھٹو کو نذرانہ عقیدت پیش کرتے۔

گفت مشق نام بھٹو مے کنم
خاطر خودرا تسلی مے کنم

جناب صدیقی صاحب ایک تو حکمران وقت کی خوشامد و تعلق کا ناقوس بجاتے ہیں اور دوسرا ان کو خوش کرنے کے لئے علمائے کرام کی کردار کشی میں بھی سرفہرست ہونے کے لئے غلطاں و پیچاں نظر آتے ہیں۔ معلوم نہیں حکمرانوں نے صدیقی صاحب کی بے وقت' بے محل اور بے موقع بات کی طرف توجہ بھی کی ہے یا اسے ایک پاگل کی مجذوبانہ "بڑ" سمجھ کر نظرانداز کردیا ہے۔ احقر کا حکمرانوں کو مشورہ ہے کہ عوام کو صدیقی صاحب کے بارے میں Red یا Green سگنل دیں تاکہ آپ کا علمائے دین اور صدیقی صاحب کے بارے میں عندیہ سمجھنے میں دشواری پیش نہ آئے اور فیصلہ عوام پر چھوڑ دیں۔ ہمیں سو فیصدی یقین ہے کہ مسلمان علمائے دین کے جذبہ احترام سے سرشار ہو کر صدیقی صاحب جیسے بدنماد اور منہ پھٹ گستاخ کو سات سمندر پار پھینک دیں گے اور ان کو بھی اسکندر مرزا کی روح سے ملنے کی سعادت حاصل ہوجائے گی اور زبان حال یا قال سے یہ کہتے ہوئے نکلیں گے۔

بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے

جناب صدیقی صاحب نے اپنی بدنمادی کی آب یاری کے لئے جنگ جمل اور جنگ صفین کے افسانے کا بھی تیر پھینکا ہے لیکن یہ ان کی سطح ذہنی کا کس قدر کمال اور بددیانتی کا کس قدر عظیم شاہکار ہے کہ جب جنگ جمل میں جانبین کی طرف سے صلح کا ایجنڈا تیار ہو گیا تھا۔ تو کس فرقہ نے اس میں اپنی موت سمجھتے ہوئے دوسرے فریق پر شب خون مارا تھا اور دونوں فریق اس غلط فہمی کا شکار ہونے پر مجبور ہو گئے کہ معاہدہ شکنی کا الزام ایک دوسرے کو دیں۔ اسی طرح صدیقی صاحب جنگ صفین کی اس حقیقت کو بھی شیر مادر سمجھ کر نگل گئے کہ معاہدہ تحکیم کے طے ہونے کے بعد کس فریق کے کن لوگوں یا فرقہ نے یہ نعرہ لگایا تھا کہ ان الحکم الا للہ یعنی حکم صرف اللہ کا ہے اور قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ کر حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ' حضرت سیدنا عمرو بن العاص' حضرت سیدنا امیر معاویہ اور حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری سمیت مسلمانوں کو کافر گردانا تھا۔ العیاذ باللہ اور حضرت سیدنا علیؓ کو مجبوراً "کہنا پڑا تھا کلمۃ حق ارید بہا الباطل یعنی پڑھا تو کلمہ حق ہے لیکن اسے باطل شعاری کا حربہ بنایا ہے۔ صدیقی صاحب کی افتاد طبع کا یہ عجیب کمال ہے کہ ادھر تو جنگ ہو رہی ہے اور ادھر یہ فرقہ واریت کی نفی کر رہے ہیں۔ اگر فرق نہیں تھے تو جنگ کیسی؟ صدیقی صاحب کا یہ کہنا کہ خلفائے راشدین کے زمانہ میں فرقہ واریت نہیں تھی۔ محض مجذوب کی بڑ ہے۔ منکرین زکوٰۃ اور مسیلمہ کذاب کا وجود کس عہد میں ہوا۔ صدیقی صاحب فرقے تھے۔ لیکن ہم پچھلوں نے یہ سوچنا ہے اور پرکھنا ہے کہ حق پر کون تھا۔ والحق احق ان یتبع یعنی حق ہی اس لائق ہے کہ اس کی اتباع کی جائے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ صدیقی صاحب ان حقائق سے سرے سے جاہل ہیں۔ یا تجاہل عارفانہ سے کام لے کر ان سے صرف نظر کیا ہے۔ صرف اس لئے کہ کہیں ان حقائق کے انکشاف میں پی۔پی فرقہ واریت کی تاز غرای لوگوں کو نظر نہ آجائے۔ اس لئے وہ ان کو پردہ کتم میں رکھنا پسند کرتے ہیں۔ عربی کے مشہور شاعر متنبی کا ایک شعر ہے۔

ترجمہ۔ "اگر میں فرض بھی کرلوں کہ صبح' رات ہے تو کیا سارے جاننے والے روشنی سے نابلد اور اندھے ہوجائیں گے۔"

جناب صدیقی صاحب! کتنی بے حیائی اور ڈھٹائی اور خوف خدا سے مستغنی ہو کر پاکستان اور مسلمانوں کی ترقی معکوس اور تنزلی وادبار کا ذمہ دار علمائے دین کو ٹھہرا رہے ہیں۔ لیکن حکمران طبقہ کی بے راہ روی' ان کی طبع عیاشی' جذبہ تن آسانی' کھلے بازی' الیکشن یا سلیکشن کی دھاندلی' سیاست دانوں کے مزاج گرگئی' تخریب کاروں کی تخریب کاری اور ڈاکوؤں اور اچکوں کی خون ریزی' چوروں کی وزدیدہ نگاہی اور سرکاری عہدوں اور دفتروں میں گھسے ہوئے کرپٹ طبقہ کی رشوت ستانی اور بین الاقوامی سطح پر اسلام اور ملک کے خلاف سازشوں' دسیسہ کاریوں اور بھیانک منصوبہ بندیوں کو نہیں ٹھہراتے کیونکہ وہاں بھی پی۔پی فرقہ واریت' حقیقت شتقرو کی طرح ان کو نظر آتے ہیں۔ صدیقی صاب اس پر قلم کا شوق پورا کیوں نہیں کرتے کہ آج جناب قائداعظمؒ کی مسلم لیگ کتنی ٹیگیوں میں تحلیل ہوچکی ہے اور ملک کو تباہی کے دہانہ پہ لاکھڑا کیا ہے۔ لیکن صدیقی صاحب کے لئے یہ مشکل ہے کہ وہ اس دیوی مقصود کو ہم آغوش کرنے کے لئے صرف علمائے دین ہی دیکھنا پسند کرتے ہیں۔

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھلا

جناب صدیقی صاحب پر افسوس ہے کہ وہ دوسروں کو تو متانت اور وقار کا سبق دیتے ہیں لیکن خود اس بازار کی زبان مستعار لے کر علمائے دین پر پل پڑتے ہیں۔ ذرا

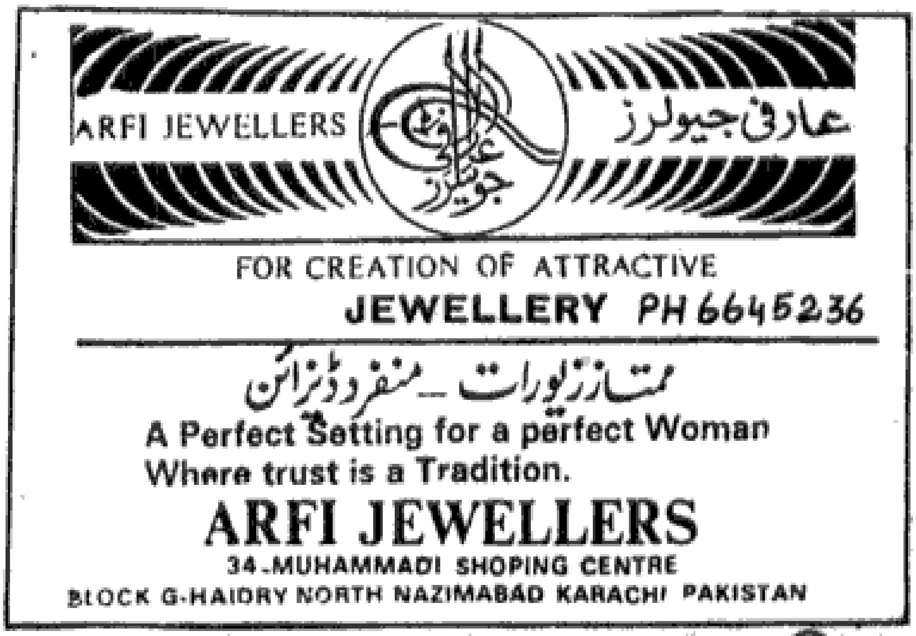

ملاحظہ کیجئے۔

"اور برصغیر کے مسلمان قائداعظمؒ کے ہاتھ پر امت واحدہ بن کر اپنی منزل آزادی کو پا گئے (معلوم ہوتا ہے کہ صدیقی صاحب صرف برصغیر کے مسلمانوں کو امت واحدہ سمجھتے ہیں اور دنیا کے دوسرے ممالک کے مسلمانوں کو امت واحدہ سے مستثنیٰ قرار دیتے ہیں) اگرچہ اکا دکا ملاؤں نے ان پر کفر کا فتویٰ پیش کیا تو وہ ان کو خاطر میں نہ لائے بلکہ ان سے بے نیاز ہو کر مسلمانوں کے لئے کوہ وقار بن گئے اور ان مذہبی ٹھیکیداروں سے بالکل نہ گھبرائے۔ جن میں اکثر ہندوؤں اور کانگریس کے پروردہ اور وظیفہ خوار تھے۔ ہمارے لئے آزادی کی جدوجہد کی تاریخ میں ایسے شرمناک کرداروں کا نام بنام ذکر آتا ہے۔"

قارئین کرام! صدیقی صاحب کے اس خبث نما پارے میں مرزا قادیانی کی طرح تضاد بیانی کی کتنی بزم آرائیاں اور جلوہ نمائیاں ہیں۔ وہ ہر ایک ذی فہم آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ لیکن ہم تشحیذ الاذہان یا تسہیل کے لئے کچھ اپنے معروضات بھی پیش کرتے ہیں۔

اولاً۔ صدیقی صاحب کے "اکا دکا ملاؤں" کے خط کشیدہ الفاظ اور "ان سے بے نیاز" الفاظ پر غور فرمائیں۔ "اکا" صیغہ واحد ہے۔ "دکا" صیغہ تشنیہ ہے اور "ان" ضمیر جمع ہے۔ جو "اکا دکا" کی طرف راجع ہے۔ صدیقی صاحب سے پوچھنے کی بات ہے کہ یہ "اکا" واحد اور "دکا" تشنیہ "ان" ضمیر جمع کا مرجع کیسے بن گیا۔

خرد کا نام جنوں اور جنوں کا خرد
جو چاہے تیرا حسن کرشمہ ساز کرے

ثانیاً۔ جب آپ کے الفاظ میں ہی جناب قائداعظمؒ صاحب کے مخالفین اور مکفرین "اکا دکا" علماء ہی ٹھہرے تو اس سے تو یہ ثابت ہو گیا کہ علمائے دین کی اکثریت نے بابائے پاکستان جناب قائداعظم محمد علی جناحؒ کا ساتھ دیا۔

تھیں میری اور آپ کی راہیں جدا جدا
آخر میں ہم دونوں در جاناں پہ آ ملے

اس "اکا دکا" کے لفظ نے صدیقی صاحب کی عقل کی رہی سہی توانائی کا بیڑہ غرق کر دیا ہے اور ان کی عزت کے "کچے کا پکا" بھی نہیں چھوڑا۔

چشم اشکبار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

ثالثاً۔ یہ "اکا دکا" مذہبی ٹھیکیدار کون تھے؟ اور اگر کوئی مذہبی و سیاسی نقطہ نظر سے دیانتداری سے اختلافی رائے رکھتا ہو تو وہ آپ کے ان گھٹیا، بازاری اور شہدے الفاظ کے سزاوار ہیں۔ آپ کو ہماری طرف سے چیلنج ہے کہ کیا جناب قائداعظمؒ صاحب کی زبان سے بھی اس قسم کے سوقیانہ الفاظ اپنے سیاسی مخالفین کے لئے نکلے ہیں۔ نہرو سے بڑھ کر ان کا سیاسی مخالف کون ہو گا؟ لیکن اس کے ایک نشتر طعن کا جواب بھی کتنی نچی تلی اور متین زبان سے دیا۔ "اگر نہرو صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ ہم کسی بے فائدہ اور ناقابل اعتنا مقصد کے لئے کوشاں ہیں تو جناب نہرو صاحب اتنے طمطراق سے اس کی مخالفت کیوں کر رہے ہیں؟ جب پاکستان صفحہ ہستی پر معرض وجود اور منصہ شہود پر آ جائے گا تو جناب نہرو صاحب پر یہ خود بخود واضح ہو جائے گا کہ ہم بے مقصد جنگ لڑ رہے ہیں یا بامقصد۔"

ہم نے قائدؒ کے فرمان کو اپنے الفاظ کے قالب میں ڈھالنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ لیکن جناب قائداعظمؒ صاحب کے اپنے الفاظ ہوں یا ان کا کوئی کماحقہ قالب۔ ان کی زبان سے کوئی مائی کا لعل یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ انہوں نے عالم دین تو کجا کسی عام سیاسی مخالف کے بارے میں بھی کوئی فرومایہ لفظ استعمال کیا ہو اور یہی وہ عظیم قائد کی عظیم قیادت کا وصف اور گر ہے جو پیروکاروں کو دل و جان سے ان کا پیروکار بنا دیتا ہے۔

صدیقی صاحب! ذرا عمر رفتہ کو آواز دینا اور دو قدم آگے بڑھانا۔

رابعاً۔ صدیقی صاحب! ہمیں یہ معلوم بلکہ حق الیقین ہے کہ آپ کی "ذنبی" میں ایک "دانہ" ہے۔ جس کے نشہ میں آپ اول، فول بکنے پر مجبور ہیں اور وہ ہے "پنجاب خصوصی عدالت برائے انسداد دہشت گردی، فیصل آباد" کی جج کا دانہ۔ لیکن مقام تاسف ہے کہ آپ تو خود دہشت گردوں کے بھگت کبیر ٹھہرے۔ اگر آپ کے انہی اسلام بیزار، خدا بیزار، رسول بیزار، علماء بیزار اور مسلمان بیزار جملوں اور عبارتوں سے حکمرانوں اور علمائے دین کے درمیان ٹھن جائے اور فساد اور دہشت گردی کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جائے تو اس کار خیر کا ذمہ دار کون ہو گا۔ آپ نے علمائے دین کے خلاف حکمرانوں کو بھڑکانے کے لئے ایک مصدقہ سازش کی ہے۔ لیکن آپ کو یقین رکھنا چاہئے۔

ہر حال میں حق بات کا اظہار کریں گے
منبر نہیں ہو گا تو سر دار کریں گے

جج کا عمدہ جلیلہ اور دہشت گردی کا یہ چربہ، حرب۔ ایں چہ بوالعجبی ست۔

خامساً۔ کون نہیں جانتا کہ علامہ اقبالؒ مصور پاکستان تھے اور قائداعظم معمار پاکستان۔ اور مصور و معمار کا جو چولی دامن کا ساتھ ہے وہ سب دانا و بینا پر واضح ہے۔ امیر شریعت حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری، کانگریس کے نفس ناطقہ حضرت شیخ العرب و العجم حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے مدح خواں، متوسل، معتقد، مسترشد اور پیروکار تھے۔ علامہ اقبالؒ اور ان کے درمیان سیاسی اختلاف تھا۔ لیکن دنیا کی تاریخ اس وقت تک مکمل نہیں کہلا سکتی۔ جب تک کہ اس میں محبت آفریں اور محبت آفریں ان محافل و مجالس کا تذکرہ نہ ہو جو شاہ جیؒ اور علامہ اقبالؒ کے درمیان بجتی اور مہکتی تھیں۔ صرف ملاقات کے وجد آفریں الفاظ سے ہی آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کسی سے دیانتداری سے سیاسی اختلاف ہو تو اکابرین و اسلاف اس کو ذاتی اختلاف پر محمول کرتے تھے بلکہ **المجتہد قد یخطئی و قد یصب** یعنی مجتہد سے اپنے اجتہاد میں کبھی خطا ہو جاتی ہے۔ اور کبھی اس کا اجتہاد درجہ صحت پاتا ہے کے تحت اس اجتہادی اختلاف کو ایک دوسرے کے لئے موجب اجر و ثواب سمجھتے تھے کیونکہ یہ امر واقعہ اہل علم کے اندر متداول و متوارث ہے کہ اگر مجتہد کا اجتہاد نفس الامر کے مطابق صحیح اور درست ہو تو اس کو دوہرا اجر ملتا ہے۔ ایک اجتہاد و سعی کا اور ایک اصابت اجتہاد کا اور اگر مجتہد کا اجتہاد، خارج اور امر واقعہ کے خلاف ہو اور صحیح و درست نہ ہو تو بھی اس کو "اجتہاد" کا ثواب ملتا ہے۔ اب ذرا امیر شریعت شاہ جیؒ اور علامہ اقبالؒ کی ملاقات کی اولین جھلک دیکھئے۔

علامہ اقبالؒ۔ سنا او پیرا کی حال اے۔ تیری دید نوں تاں اکھاں اڈیک گیاں۔

شاہ جیؒ۔ سنا او مرشدا! تیرا کی حال اے۔ میرے آقے (آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم) دی شان وچ ہور کجھ لکھیا ای تاں سناوے۔ ایمان تازے ہو جاوں۔

جناب صدیقی صاحب! ذرا علامہ اقبالؒ کے ان اشعار

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
شاپ نمبر ایف - ۹۱ - صرافہ
میٹھادر کراچی فون ۲۴۵۵۰۲ -

پر تعصب کی عینک اتار کر ایک نظر ڈال لیں اور اپنے من پاگریباں میں جھانک کر اپنا چہرہ دیکھ لیں۔

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن
پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تو جھکا جب غیر کے آگے نہ من تیرا نہ تن

جناب صدیقی صاحب! ان اکابرین امت کے جانبین سے بچے جذبوں کو غور سے پڑھیں۔ کیا کسی لفظ سے بھی تحاسد' تباغض' استخفاف و استحقار' تذلیل و تنقیص اور تمسخر و تضحیک کی کوئی ادنیٰ جھلک تک بھی نظر آتی ہے۔ کیا آپ علامہ اقبالؒ سے بھی زیادہ دانشوری کے دعویدار ہیں۔ یہ آپ کے جہل مرکب کی کرشمہ کاریاں ان کو کیوں نظر نہ آئیں؟ کیا آپ ان سے بھی تیز فکر و نظر کے مرکب پر سوار ہیں؟

ہر کس کہ نداند و بداند کہ بداند
آں جہل مرکب ابدالدھر بماند

جناب صدیقی صاحب! اگر علمائے کرام اور مشائخ عظام کے ساتھ بقول آپ کے "حضرت مولانا فلاں' یا فرید العصر علامہ زماں' مودبانہ الفاظ لگائے جاتے ہیں تو اس سے آپ کے پیٹ میں کیوں مروڑ پڑتا ہے۔ یہ تو عامۃ المسلمین کی طرف سے ان کے لئے ادب کا ہی الفاظ ہوتے ہیں۔ کیا صدیقی صاحب کسی مکتب فکر کے عالم کے بارے میں یہ دکھا سکتے ہیں کہ اس نے اپنے آپ کو حضرت علامہ' فرید العصر یا علامہ دوراں کہا ہو۔ کیا آپ کے لئے اسی اخبار میں جناب کا لفظ استعمال نہیں ہوا۔ کیا یہ آپ کا نام ہے یا لقب؟ آپ ہی گوہر افشانی فرمائیں گے ناں! کہ اخبار نویس نے میرے لئے احترام کا لفظ لکھا ہے۔ اگر آپ کے سر پر اس قدر علمائے کرام کی کردار کشی کا بھوت سوار ہے تو انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ آپ کے بارے میں لفظ "جناب' صاحب" پر آپ پہلے اخبار نویس کو للکارتے اور پھر علمائے کرام کی خبر لیتے۔ "یہ تو بچہ بغل میں ڈھنڈورا شہر میں" والی بات ہوئی۔ آپ کے نفس امارہ پر لفظ "جناب" بسا ہوا ہے۔ آپ اس کو تو چھیڑتے نہیں اور علمائے دین کی داڑھیوں کی نوچا ناچی میں مصروف نظر آتے ہیں۔ پہلے تو اپنے دل پر نفس امارہ کے بھوت کو تین حرف سنائیں اور پھر شوق سے علمائے دین کی تضحیک اور تمسخر اڑائیں۔

غیروں کی آنکھ کا تنکا نظر آتا ہے
ظالم ذرا اپنی آنکھ کا شہتیر بھی تو دیکھ

صدیقی صاحب! کیا پاکستان کی عدالتوں میں جج صاحبان کے لئے "مائی لارڈ" کا لفظ استعمال نہیں کیا جاتا تھا۔ اس وقت آپ کی رگ غیرت کیوں نہ پھڑکی شاید کہ آپ نے معزز جج صاحبان کے دبچے یا "گرتی ہوئی دیوار کو ایک دھکا اور دو" کے خوف سے دم سادھ لیا۔ کیا کلب عقور بن کر علمائے دین کو ہی کاٹنا تھا کہ ان خاک نشینوں اور بوریہ نشینوں کا کوئی والی وارث نہیں؟ لیکن صدیقی صاحب یہ آپ کی بھول اور عقل بے کل کا نتیجہ ہے کیا آپ نے پاکستان کے چھیالیس سالہ دور میں ابھی تک یہ نہیں سمجھا کہ تاریخ پاکستان میں جس تحریک میں بھی علمائے دین نے شرکت فرمائی وہ کامیابی سے سرخرو ہوئی۔ صدیقی صاحب توفیقاً" باللہ احقر درویش کی بھی یہ پیشنگوئی سن لیں کہ آپ کا روزنامہ "خبریں" میں مطبوعہ یہ مضمون آپ کے زوال و تنزلی کی بنیاد کی پہلی اینٹ ہے اور اس مضمون کی خباثت آپ کو اس غرقاب میں پہنچائے گی کہ آپ کا نام و نشان بھی بمشکل نظر آئے گا۔ اپنے اس مضمون کو غور سے پڑھ لیں اور نوٹ کرلیں کہ آپ کی بربادی کے مشورے آسمانوں میں ہو چکے ہیں اور کسی وقت بھی آپ خدائے قہار کے عذاب کی چکی میں پس سکتے ہیں اور یہ ہماری پیشنگوئی خدائے بزرگ و برتر کی اس عادت شریفہ سے ماخوذ ہے کہ اس کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔ امہال مجرمین بھی ہے وان بطش ربک لشدید بھی ہے۔

ترمشو! مغرور بر حلم خدا
سخت گیرد دیر گیرد مر ترا

یا سادہ الفاظ میں یوں سمجھنے کی کوشش کریں اور اپنی توانائیوں کو بروئے کار لائیں۔

مچھلی نے ڈھیل پائی ہے لقمے پہ شاد ہے
اور صیاد مطمئن ہے کہ کانٹا نگل گئی

ہاں اگر آپ توبہ کی زنجیر ہلا کر ہمارے والے اپنے خالق و مالک کو منالیں اور اپنے منطقی انجام کی پنچ سے آپ بچ نکلیں تو اس میں ہمیں جذبہ خلوص و للہیت اور دل کی گہرائیوں سے خوشی ہوگی کہ ہمارا ایک مسلمان بھائی عذاب الہیٰ سے بچ گیا۔ خدا گواہ ہے کہ ہم کسی کے حق میں برائی کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ لیکن کسی بھائی کی اسلام کے خلاف ناز قرائی پر ہمارا اولین فرض بنتا ہے کہ اس کو تنبیہہ اور اصلاحی پہلو اختیار کرنے کی تجویز دیں۔ آگے دلوں کو پھیرنا خدائے بزرگ و برتر کے ہاتھ میں ہے اور وہی ہدایت دینے والا ہے۔ آخر میں ہم جناب صدیقی صاحب کی رہنمائی کے لئے جناب سلیم چوہدری صاحب کے مضمون کا ایک حصہ نذر قارئین کرتے ہیں جو انہوں نے قائد اعظمؒ کی یاد میں لکھا ہے۔ اس میں آپ کو تحریک پاکستان کے بارے میں علمائے دین کے کردار کی جھلک نظر آسکتی ہے۔ حکیم الامت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانویؒ کے نام نامی سے برصغیر کا ہر مسلمان واقف ہوگا۔ حضرت تھانویؒ علمائے دیوبند میں سے پہلے بزرگ تھے۔ جنہوں نے علی الاعلان مسلم لیگ اور قائد اعظم کی حمایت کی ورنہ آپ کے اس مجاہدانہ اقدام سے پہلے دارالعلوم دیوبند کانگریس کا گڑھ سمجھا جاتا تھا اور دارالعلوم کے ساتھ منسلک علمائے کرام کانگریس کے پرجوش حامی تھے۔ احسان قریشی صابری صاحب کا بیان ہے کہ ۱۹۳۸ء میں حضرت مولانا تھانویؒ چند روز کے لئے حضرت مفتی محمد حسنؒ (سابق مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور) کے دولت کدہ واقعہ محلّہ شریف پورہ امرتسر (بھارت) پر بطور مہمان ٹھہرے تھے۔ حضرت مفتی محمد حسنؒ اپنے پیرو مرشد کے سامنے باادب بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت امرتسر شہر کے کئی حضرات بھی وہاں موجود تھے۔ اس مجلس میں کانگریس' مسلم لیگ اور قائد اعظمؒ محمد علی جناح کی ذات پر گفتگو ہوئی۔ حضرت مولانا تھانویؒ نے اس گفتگو میں حضرت مفتی محمد حسنؒ کو یوں مخاطب کیا۔

"محمد حسنؒ! مجھ سے اکثر مجالس میں آج کل کانگریس اور مسلم لیگ کے سلسلہ میں سوالات کئے جاتے ہیں اور کئی اصحاب جناح صاحب کے بارے میں مجھ سے پوچھتے ہیں۔ میری عرض ہے کہ مسلم لیگ کی قیادت محمد علی جناح صاحب کے ہاتھ میں ہے۔ گو جناح صاحب اتنے پابند صوم و صلوٰۃ نہیں ہیں لیکن سیاست میں مسلمانان ہند میں قابل ترین شخصیت مانے جاتے ہیں۔ مخالفین بھی مانتے ہیں کہ جناح صاحب سرکاری آدمی نہیں ہیں۔ ملک و قوم یعنی مسلمانان ہند کی آزادی کے لئے ان کے دل میں انتہائی تڑپ' ولولہ اور جذبہ ہے۔ اس لئے برطانوی حکومت کے مقابلہ میں بھی اور کانگریس کے مقابلہ میں بھی انہوں نے ہمیشہ مسلمانان ہند کی بہتری کے لئے آواز بلند کی ہے۔ جناح صاحب کے خلاف کئی کم فہم مسلمان یہ غلط پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ وہ جاہ پسندی کے لئے یہ سب کام کر رہے ہیں۔ ایسا

صرافہ بازار میں سونے کی قدیم دکان
صراف حاجی صدیق اینڈ برادرس
اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں
کندن اسٹریٹ صرافہ بازار کراچی
فون نمبر: ۲۴۵۸۰۳

غلط پروپیگنڈہ کرنے والوں کو شرم آنی چاہئے اگر جناح صاحب جاہ پسند ہوتے تو کسی خطاب اور کسی عہدہ کے لئے کوشش کرتے۔ جس کا ملنا ایسے قابل شخص کے لئے بہت ہی سہل تھا۔ لیکن جناح صاحب نے کبھی بھی اس کی خواہش نہیں کی۔ وہ مخلص اور دیانت دار مسلمان ہیں اور مسلمانان ہند کے قابل ترین لیڈر ہیں۔ ان کی کوششیں یقیناً" کامیاب ہوں گی۔ باری تعالیٰ مسلمانوں کے لئے علیحدہ ریاست کے قیام کا سہرا انشاء اللہ جناح صاحب کے سر باندھیں گے۔ میں نے اپنے تمام خلفاء' متبعین اور مریدین کو کہہ دیا ہے کہ ہر بات میں جناح صاحب" کا ساتھ دیں۔"

اس سے پہلے حضرت مولانا تھانوی" مسلم لیگ اور قائداعظم کی حمایت کے سلسلہ میں ایک فتویٰ اپنی کتاب "تعلیم المسلمین" میں شائع کرچکے تھے۔ ان کی مساعی جمیلہ کی وجہ سے ہندوستان کے علمائے کرام جو پہلے مسلم لیگ سے دور دور رہتے آئے تھے۔ اس قومی تنظیم میں شمولیت کرنے لگے۔ چنانچہ علمائے کرام کے طفیل مسلمان عوام مسلم لیگ میں جوق در جوق شامل ہونے لگے اور یوں دیکھتے ہی دیکھتے مسلم لیگ مسلمانان ہند کی واحد ترجمان بن گئی۔ حضرت مولانا تھانوی" کی ذاتی توجہ کی وجہ سے جن علماء نے مسلم لیگ کو عوامی جماعت اور مسلمانوں کی واحد نمائندہ تنظیم بنانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ان میں سے مولانا سید سلیمان ندوی"' مولانا مفتی محمد شفیع' علامہ شبیر احمد عثمانی"' مولانا ظفر احمد عثمانی"' مولانا محمد حسن کے نام سب سے نمایاں ہیں۔ ان بزرگوں نے قیام پاکستان کے ضمن میں قائداعظم" کی جس جوش و جذبہ اور لگن سے اعانت فرمائی۔ وہ ہماری تاریخ کا درخشاں باب ہے۔

حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی" کو مسلم لیگ' قائداعظم اور تحریک پاکستان سے جو دلی لگاؤ تھا۔ اس کا اندازہ حضرت مفتی محمد حسن" کی اس روایت سے لگایا جاسکتا ہے کہ اپنی وفات (۱۹ جولائی ۱۹۴۳ء) سے پندرہ روز قبل حضرت مولانا تھانوی" نے اپنے دو متبعین کو بلایا۔ (شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی" اور مولانا ظفر احمد عثمانی" دونوں مولانا تھانوی" کی ہمشیرہ کے صاحبزادے تھے) اور ان سے فرمایا۔

"حق تعالیٰ نے مجھ پر انعام فرمایا ہے۔ مجھے کشفاً معلوم ہوا ہے کہ قائداعظم محمد علی جناح کو حق تعالیٰ کامیابی سے نوازیں گے۔ ۱۹۴۰ء کی قرارداد پاکستان کی انشاء اللہ فتح ہوگی۔ میرا یہ مرض' مرض الموت ہے۔ میں اس سے جانبر نہیں ہوں گا۔ اگر میں مزید زندہ رہتا تو تحریک پاکستان کے لئے خود کام کرتا تم دونوں کو میری وصیت ہے کہ جناح صاحب کے پلان کے مطابق کام کرنا۔ مشیت ایزدی یہی ہے کہ مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ خطہ زمین بنے۔ قیام پاکستان کے لئے جو کچھ ہو سکا کر گزرنا۔ مخالفین کی ذرہ بھر بھی پرواہ نہ کرنا۔ اپنے مریدوں اور متوسلین کو بھی تحریک پاکستان کے لئے کام کرنے پر ابھارتے رہنا۔ دونوں عثمانیوں میں سے ایک عثمانی میرا جنازہ پڑھائے گا اور دوسرا عثمانی قائداعظم کا جنازہ پڑھائے گا۔ مگر قائداعظم تب فوت ہوں گے جب پاکستان منصہ شہود پر آچکا ہوگا۔ چنانچہ بعد میں ایسا ہی ہوا۔ حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی" کی نماز جنازہ مولانا ظفر احمد عثمانی" نے پڑھائی اور قائداعظم" کی نماز جنازہ کراچی میں مولانا شبیر احمد عثمانی" نے ۱۹۴۸ء میں پڑھائی۔

ان دونوں نامور بھائیوں نے اپنے جلیل القدر مرشد کی وصیت کے مطابق تحریک پاکستان میں تن' من' دھن ہر طرح سے حصہ لیا۔ ۱۹۴۷ء میں صوبہ سرحد اور سلہٹ کے ریفرنڈم میں مولانا شبیر احمد عثمانی" اور مولانا ظفر احمد عثمانی" نے دن رات ایک کردیا اور بالآخر یہ دونوں علاقے پاکستان میں شامل کروا کر ہی دم لیا۔ جب سلہٹ کے ریفرنڈم کا نتیجہ پاکستان کے حق میں نکلا تو مولانا ظفر احمد عثمانی" سجدہ ریز ہوگئے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنے مرشد' شیخ اور ماموں کی وصیت پوری کردی۔ ۱۹۷۱ء میں جب مشرقی پاکستان' بنگلہ دیش کی صورت میں الگ ہوا تو وہ بیمار رہنے لگے اور آخر اسی صدمہ جانکاہ نے ان کی جان لے لی۔

(ماہنامہ "ثقافت" ستمبر۱۹۸۹ء)

مضمون نگار جناب سلیم چوہدری صاحب)

جناب صدیقی صاحب! مندرجہ بالا مضمون' آپ کے کسی مغضوب و معتوب ملا کا تحریر کردہ نہیں بلکہ ایک حق شناس ادیب اور کالم نگار کا تحریر کردہ ہے۔ کیا اب بھی آپ اس زعم فاسد کا شکار رہیں گے کہ تعمیر پاکستان میں علمائے کرام کا کوئی کردار اور کوشش نہیں ہے۔

جناب صدیقی صاحب! راقم الحروف ایک محض طالب علم کی حیثیت رکھتا ہے۔ محض عوام کی طرف سے الزام علم سے انسان عالم نہیں بن سکتا۔ ہاں علمائے کرام اور مشائخ عظام کی جوتیاں سیدھی کرنے کی سعادت ہوئی ہے اور ان کی پر نور اور بھرپور تجلیات کی حامل محافل و مجالس میں بیٹھنے کا اللہ تعالیٰ نے شرف بخشا ہے۔ بندہ بصد ایمان دیانت و امانت سے کہتا ہے کہ علمائے دین' حاملین دین' مشائخ عظام اور طلبائے کرام کا وجود اسلام اور قوم مسلم کی قیمتی اور گوہر نایاب کی طرح بہترین متاع ہے۔ اس متاع عظیم کو آپ لٹانے کی کوشش نہ فرمائیں بلکہ اٹھانے کی کوشش فرمائیں۔ اگر خدانخواستہ ان ایمانی و روحانی مناظر کا ڈراپ سین ہوگیا تو نہ ملک رہے گا اور نہ ہی عزیز ہم وطنوں کو اسلام کی طراوت و برکات نصیب ہوں گی۔

آپ ذرا غور کریں اور بار بار غور کریں کہ اسلام کی تابانیوں' درخشانیوں اور تابندگیوں کی رونق و بہجت اور جاہ و حشمت آپ کو انہیں مدارس دینیہ اور جوامع اسلامیہ میں ملے گی۔ ہمارے ملک کا نظام تعلیم تو ابھی تک لارڈ میکالے کا مرہون منت ہے۔ جس سے مسٹر' ڈاکٹر' ڈائریکٹر' منسٹر' بیرسٹر وغیرہ تو بہت نکل رہے ہیں۔ لیکن تشرع اور تدین سے بچی ہوئی شخصیتیں تو آپ کو انہی درسگاہوں سے دستیاب ہوں گی۔ کیا آپ اسلام کی اس مستحکم دیوار کو بھی گرانے کے درپے ہیں۔ اگر یہ ختم ہوجائیں تو قرآن مجید کی ابدی حقیقتوں سے مسلمانوں کے قلوب کو کون گرمائے گا۔ بخاری اور مسلم کی دل آویز دھنیں کہاں میسر ہوں گی۔ فقہ و ادب کی شہنائیاں کہاں سے سنی جائیں گی۔ ہمارے کلمہ و نماز کی نوک پلک کو کون سنوارے گا۔ نظام زکوٰۃ کی گتھیاں کون سلجھائے گا۔ حج کی ضیا بار راہوں کو کون جگمگائے گا۔ جذبہ جہاد کو دلوں میں کون اجاگر کرے گا۔ مسلمانوں کے ان پڑھ طبقہ کے در پر پھر کر اسلام کی کون دریوزہ گری کرے گا۔

عزت مآب صدیقی صاحب! آپ امعان نظر سے اپنے خیالات و عزائم پر نظر ثانی کریں۔ رجوع کریں اور توبہ کریں۔ ورنہ مرنے کے بعد کچھ حاصل نہ ہوگا۔

سوچ لے پھر سوچ لے افلاک کے سایہ تلے
حشر تک سونا پڑے گا خاک کے سایہ تلے

حضرت شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنی" نے تو پاکستان کے بننے کے بعد یہ بیان دیا تھا کہ۔

"مسجد بننے سے پہلے اس کے بننے یا نہ بننے میں اختلاف ہو سکتا ہے لیکن مسجد بن جائے تو ہر مسلمان کے لئے قابل احترام ہے۔ پاکستان بن چکا۔ اب اس کی ترقی و خوشحالی کے لئے میں دعاگو ہوں۔"

جناب صدیقی صاحب! علمائے اسلام تو پاکستان کو مسجد کا

مُفت مشورہ برائے خدمتِ خلق | دُبلا پن | قد بڑھایئے

ہمارے پاس شفاء کی کوئی گارنٹی نہیں۔ شفاء کی گارنٹی صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ پچکے گال' دبلے پتلے کمزور جسم کو مضبوط' سمارٹ' طاقت ور بنانے
بھوک بڑھانے' اپھارہ گیس کیلئے' جھائیاں' دائمی نزلہ' بلغم' لیکوریا' دمہ' اولاد سے محرومی' پرانے درد کیلئے' ... لڑکیاں اپنا قد بڑھانے کیلئے ...

مخصوص امراض | پچکے گال | گنجا پن

بالوں کو لمبا' نرم' گھنا کالا کرنے' گنجا پن' سکری' خشکی سے نجات کیلئے ...
... مفت مشورہ کیلئے جوابی لفافہ یا اس کی قیمت ارسال کریں۔ فون دکان 680840 فون رہائش 680795

پتہ حکیم بشیر احمد بشیر رجسٹرڈ کلاس اے گورنمنٹ آف پاکستان محلہ غلام محمد آباد و چاندنی چوک فیصل آباد پوسٹ کوڈ 38900

مقام دے رہے ہیں اور آپ ان کو ہی پاکستان کا دشمن قرار دے رہے ہیں۔ جناب صدیقی صاحب سے میری یہ آخری درخواست ہے کہ اس دور پر فتن' پرمحن میں ہم فرقہ واریت کی زلف کے اسیر نہ بنیں۔ بلکہ پورے انہماک سے نہایت حزم و احتیاط کا دامن تھام کر' پورے غور و فکر اور تدبر و تفکر سے صراط مستقیم کو تلاش کریں اور پورے خلوص اور للہیت سے بارگاہ الٰہی میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائیں۔

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ○

آمین یا رب العالمین۔

اخلاق رذیلہ

زاجر میں دیلمی کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خود بینی ایک بری بلا ہے اس سے ستر برس کے بہترین عمل برباد ہوجاتے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ فرماتے ہیں کہ بے حیائی کی باتیں کرنے والا اور ان کی اشاعت کرنے والا اور پھیلانے والا دونوں گناہ میں برابر ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ اس پر کوئی ظلم و زیادتی نہ کرے (اور جب وہ اس کی مدد و اعانت کا محتاج ہو تو اس کی مدد کرے) اور اس کو بے مدد کے نہ چھوڑے اور اس کو حقیر نہ جانے اور نہ اس کے ساتھ حقارت کا برتاؤ کرے (کیا خبر ہے کہ اس کے دل میں تقویٰ ہو' جس کی وجہ سے وہ اللہ کے نزدیک مقرب و مکرم ہو) پھر آپ نے تین بار اپنے سینہ کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تقویٰ یہاں ہوتا ہے (ہوسکتا ہے کہ تم کسی کو ظاہری حال سے معمولی آدمی سمجھتے ہو' اور اپنے دل کے تقویٰ کی وجہ سے وہ اللہ کے نزدیک محترم ہو۔ اس لئے کبھی مسلمان کو حقیر نہ سمجھو) آدمی کے برا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے اور اس کے ساتھ حقارت سے پیش آئے۔ مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان کے لئے قابل احترام ہے اس کا خون اس کا مال اور اس کی آبرو۔ (اس کے لئے ناحق اس کا خون کرنا' اس کا مال لینا اور اس کی آبروریزی کرنا۔ یہ سب حرام ہیں)

(مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علامات قیامت میں یہ بات بھی ہے کہ معمولی طبقے کے لوگ بڑے بڑے مکان اور اونچی اونچی حویلیاں بنا کر اس پر فخر کریں گے۔

(بخاری)

ضروری وضاحت

سیالکوٹ کے ملک منظور الٰہی کا عالمی مجلس سے کوئی تعلق نہیں ہے

جماعتی رفقاء' دینی حلقہ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ سیالکوٹ کے ملک منظور الٰہی کا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے کسی بھی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ نہ ہی وہ مرکزی اور نہ ہی مقامی جماعت کے عہدے دار ہیں۔ حتیٰ کہ ان کی رکنیت بھی ختم کی جاچکی ہے۔ اس وضاحت کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ بعض سرکاری خطوط سے معلوم ہوا کہ وہ اپنے آپ کو جماعت کا عہدے دار ظاہر کرتے ہیں۔ جو خلاف واقع ہے۔ اسی طرح اپنے طور پر وہ ایک رسالہ نکالتے ہیں۔ جس کا جماعت سے کوئی تعلق نہیں۔ نہ ہی اس میں شائع ہونے والی کسی بھی تحریر کی جماعت ذمہ دار ہے۔ موصوف کی اب عادت یہ ہے کہ وہ اوٹ پٹانگ عبارت پر مشتمل خطوط سرکاری حلقوں کو بھیجتے ہیں۔ پھر ایک حلف نامہ (جسے وہ مجلس کا ظاہر کرتے ہیں حالانکہ واقع میں وہ مجلس کا حلف نامہ نہیں ہے) بھیجتے ہیں جو اسے پر نہ کرے اسے قادیانی لکھنا شروع کردیتے ہیں۔ انتہائی افسوس ہوا کہ انہوں نے پچھلے دنوں صدر مملکت جناب غلام اسحاق خان کو قادیانی لکھ دیا حالانکہ ایک مسلمان کو قادیانی لکھنا اسے گالی دینے کے مترادف ہے۔ ہمیں اس پر سخت شرمندگی اور افسوس ہوا۔ اس طرح اس کی بیہودہ اور فضول تحریروں کا دشمن (قادیانی) ریکارڈ بنا رہے ہوں گے۔ ۱۴/جون ۱۹۹۱ء کو عالمی مجلس نے اس کے متعلق ایک اعلان کیا تھا اور اس سے لاتعلقی ظاہر کی تھی۔ آج ہم پھر ہر عام و خاص سے عرض کئے دیتے ہیں کہ ملک منظور الٰہی کے کسی بھی خط یا اس کی طرف سے شائع ہونے والے ہینڈبل یا اس کے پرچہ میں شائع ہونے والی اس قسم کی کسی بھی تحریر سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا کسی بھی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ذیل میں ہم ۱۴/جون ۱۹۹۱ء کو ہفت روزہ ختم نبوت کراچی کے جلد ۱۰/ شمارہ ۳ میں شائع ہونے والے اعلان کو دہرا دیتے ہیں تاکہ ہر ایک کو معلوم ہو کہ اس کی کسی بھی بات سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ اعلان یہ ہے۔

انتہائی ضروری اعلان

سیالکوٹ کے جناب ملک منظور الٰہی صاحب نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے مثالی خدمات سرانجام دیں خصوصاً" کراچی قیام کے دوران اس کاز کے لئے ان کی خدمات قابل رشک تھیں۔ پاکستان میں آنے والی ہر حکومت کی بدترین قادیانیت نوازی' مرزائیوں کے بدترین عقائد اور ان کی دہشت گردی کا ان کی طبیعت پر اتنا اثر ہے کہ اب ان کی اس بڑھاپے میں طبیعت جذباتی ہوگئی ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ نے اپنے اجلاس مورخہ ۲/مارچ ۱۹۹۱ء منعقدہ مرکزیہ ملتان میں جناب ملک منظور الٰہی کو ان کی سابقہ خدمات پر خراج تحسین پیش کرتے ہوئے آئندہ کے لئے ہر قسم کی جماعتی ذمہ داریوں سے علیحدہ کردیا ہے۔ مگر اس کے باوجود اب حکومتی ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ وہ اب بھی اپنے آپ کو جماعت کا نائب امیر ظاہر کرکے خط و کتابت کررہے ہیں۔ حکومت' جماعتی رفقاء کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ اب ان کا جماعت میں کسی بھی قسم کا عہدہ نہیں ہے۔

موصوف سے بھی گزارش ہے کہ اب وہ جماعت کے نام کو کسی بھی طرح استعمال میں نہ لائیں۔

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ ملتان' پاکستان

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی رقم مسلمانوں کو مرتد بنانے میں استعمال ہو؟

اس کا جواب یقیناً نفی میں ہے

تمام غیرتمند مسلمانوں سے ایک سوال

لیکن

اس کے باوجود آپ کی لاعلمی اور بے توجہی کی وجہ سے آپ کی رقم سے مسلمانوں کو مرتد بنایا جارہا ہے

وہ کیسے؟

آپ میں سے بعض لوگ قادیانیوں سے خرید و فروخت کرتے ہیں قادیانی تجارتی اداروں سے لین دین کرتے ہیں اور قادیانی کارخانوں کی مصنوعات استعمال کرتے ہیں

کیا آپ جانتے ہیں؟

اسی خرید و فروخت لین دین کے ذریعہ قادیانی جو منافع کماتے ہیں اسی منافع یعنی ماہانہ آمدنی کا ایک کثیر حصہ اپنے مرکز ربوہ میں جمع کراتے ہیں

جس کے نتیجہ میں

وہی رقم جو آپ سے کمائی جاتی ہے وہ آپ ہی کے خلاف استعمال ہوتی ہے یعنی مسلمانوں کو اسی رقم سے مرتد بنایا جاتا ہے

اگر آپ

قادیانیوں کے ساتھ کاروبار و تجارت کرتے ہیں تو گویا آپ ارتدادی کام میں بالواسطہ حصہ لے رہے ہیں اور انکا ساتھ دے رہے ہیں

یاد رکھیے

- آپ ہی کی رقم سے قادیانی اپنی ارتدادی تبلیغ کرتے ہیں
- آپ ہی کی رقم سے قادیانیوں کے تحریف شدہ قرآنی ترجمے چھپتے اور تقسیم ہوتے ہیں
- آپ ہی کی رقم سے ان کے پریس چلتے ہیں
- آپ ہی کے بل بوتے قادیانی مرکز "ربوہ" آباد ہے
- آپ ہی کی رقم سے قادیانی مبلغین اپنی ارتدادی تبلیغ کیلئے اندرون و بیرون ملک سفر کرتے ہیں

گویا قادیانیوں کی ہر حرکت میں براہ راست نہیں تو بالواسطہ آپ بھی شریک ہیں

لہٰذا

تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ غیرت ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے قادیانیوں کے ساتھ مکمل سوشل بائیکاٹ کریں اور ان کے ساتھ لین دین، خرید و فروخت مکمل طور پر بند کردیں اور اپنے احباب کو بھی قادیانیوں سے بائیکاٹ کی ترغیب دیں۔

نوٹ کیجئے:۔ قادیانی فتنہ نے مسلمانوں کو مرتد بنانے کیلئے کروڑوں روپیہ ہر سال … کرتا ہے

مرکزی دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ

ملتان (پاکستان)، فون ۴۰۹۷۸

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام

آٹھویں عالمی ختم نبوت کانفرنس

بمقام
جامع مسجد برمنگھم
۱۸ بیلگریو روڈ برمنگھم

مورخہ یکم اگست ۱۹۹۳ء بروز اتوار صبح ۹ بجے تا شام ۷ بجے

صدارت اجلاس اول
فدائے ملت حضرت مولانا
محمد اسعد مدنی مدظلہ
صدر جمعیت علماء ہند

صدارت اجلاس دوم
حضرت مولانا سعید احمد پالنپوری مدظلہ
استاذ حدیث دار العلوم دیوبند

زیر سرپرستی
شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ العالی
امیر مرکزی
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کانفرنس کے چند عنوانات

مسئلہ ختم نبوت ● حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام ● مسئلہ جہاد ● قادیانیت کے عقائد و عزائم
○ مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور انکی دہشت گردی — کانفرنس میں جوق در جوق شرکت فرما کر ثابت کریں کہ ہم قادیانیت کو پنپنے نہیں دینگے اور انکا تعاقب جاری رکھیں گے۔ کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت 35 اسٹاک ویل گرین لندن ایس ڈبلیو 9-9 ایچ زیڈ یو کے فون 199-737-071

KHATIME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160